بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ وَعَلٰی عَبۡدِہِ الۡمَسِیۡحِ الۡمَوۡعُوۡدِ

وَلَقَدۡ نَصَرَکُمُ اللّٰہُ بِبَدۡرٍ وَّاَنۡتُمۡ اَذِلَّۃٌ

ہفت روزہ بدر قادیان

Weekly BADAR Qadian

ایڈیٹر: منصور احمد

جلد: 75/ شمارہ 40/ یکم راکتوبر 2026ء، 19ر ربیع الثانی 1448ہجری قمری /1ر اخاء 1405 ہجری شمسی (www.akhbarbadr.in)

ارشاد باری تعالیٰ

نماز تہجد کی اہمیت

وَمِنَ الَّیۡلِ فَتَہَجَّدۡ بِہٖ نَافِلَۃً لَّکَ ٭ۖ عَسٰۤی اَنۡ یَّبۡعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحۡمُوۡدًا

(بنی اسرائیل:80)

ترجمہ: اور رات کے ایک حصہ میں بھی اس (قرآن) کے ساتھ تہجّد پڑھا کر۔ یہ تیرے لئے نفل کے طور پر ہوگا۔ قریب ہے کہ تیرا ربّ تجھے مقامِ محمود پر فائز کر دے۔

اِنَّ نَاشِئَۃَ الَّیۡلِ ہِیَ اَشَدُّ وَطۡاً وَّاَقۡوَمُ قِیۡلًا (المزمل:7)

ترجمہ: رات کا اُٹھنا یقیناً (نفس کو) پاؤں تلے کچلنے کے لئے زیادہ شدید اور قول کے لحاظ سے زیادہ مضبوط ہے۔

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

نوافل کے ذریعہ سے میرا بندہ میرے قریب ہوجاتا ہے

عَنۡ اَبِیۡ ہُرَیۡرَۃَ، قَالَ: قَالَ رَسُوۡلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللّٰہَ قَالَ: ’’مَنۡ عَادٰی لِیۡ وَلِیًّا فَقَدۡ آذَنۡتُہُ بِالۡحَرۡبِ، وَمَا تَقَرَّبَ إِلَیَّ عَبۡدِیۡ بِشَیۡءٍ أَحَبَّ إِلَیَّ مِمَّا افۡتَرَضۡتُ عَلَیۡہِ، وَمَا یَزَالُ عَبۡدِیۡ یَتَقَرَّبُ إِلَیَّ بِالنَّوَافِلِ حَتّٰی أُحِبَّہُ، فَإِذَا أَحۡبَبۡتُہُ کُنۡتُ سَمۡعَہُ الَّذِیۡ یَسۡمَعُ بِہِ، وَبَصَرَہُ الَّذِیۡ یُبۡصِرُ بِہِ، وَیَدَہُ الَّتِیۡ یَبۡطِشُ بِہَا، وَرِجۡلَہُ الَّتِیۡ یَمۡشِیۡ بِہَا، وَإِنۡ سَأَلَنِیۡ لَأُعۡطِیَنَّہُ، وَلَئِنِ اسۡتَعَاذَنِیۡ لَأُعِیۡذَنَّہُ، وَمَا تَرَدَّدۡتُ عَنۡ شَیۡءٍ أَنَا فَاعِلُہُ تَرَدُّدِیۡ عَنۡ نَفۡسِ الۡمُؤۡمِنِ یَکۡرَہُ الۡمَوۡتَ، وَأَنَا أَکۡرَہُ مَسَاءَتَہُ‘‘.

[صحیح البخاری/ کتاب الرقاق/ حدیث: 6502]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دفعہ فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جس نے میرے دوست سے دشمنی کی میں اس سے اعلانِ جنگ کرتا ہوں۔ میرا بندہ جتنا میرا قرب اس چیز سے، جو مجھے پسند ہے اور میں نے اس پر فرض کر دی ہے، حاصل کرسکتا ہے، اتنا کسی اور چیز سے حاصل نہیں کرسکتا اور نوافل کے ذریعہ سے میرا بندہ میرے قریب ہوجاتا ہے یہاں تک کہ میں اس سے محبت کرنے لگ جاتا ہوں۔ اور جب میں اس کو اپنا دوست بنالیتا ہوں تو اس کے کان بن جاتا ہوں، جس سے وہ سنتا ہے، اس کی آنکھیں بن جاتا ہوں جن سے وہ دیکھتا ہے، اس کے ہاتھ بن جاتا ہوں جن سے وہ پکڑتا ہے، اس کے پاؤں بن جاتا ہوں جن سے وہ چلتا ہے یعنی میں ہی اس کا کارساز ہوتا ہوں۔ اگر وہ مجھ سے مانگتا ہے تو میں اس کو دیتا ہوں اور اگر وہ مجھ سے پناہ چاہتا ہے تو میں اسے پناہ دیتا ہوں۔

عَنۡ اَبِیۡ ہُرَیۡرَۃَ، قَالَ: قَالَ رَسُوۡلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ: ’’رَحِمَ اللّٰہُ رَجُلًا قَامَ مِنَ اللَّیۡلِ فَصَلّٰی، وَأَیۡقَظَ امۡرَأَتَہُ فَصَلَّتۡ، فَإِنۡ أَبَتۡ رَشَّ فِیۡ وَجۡہِہَا الۡمَاءَ، رَحِمَ اللّٰہُ امۡرَأَۃً قَامَتۡ مِنَ اللَّیۡلِ فَصَلَّتۡ، وَأَیۡقَظَتۡ زَوۡجَہَا فَصَلّٰی، فَإِنۡ أَبٰی رَشَّتۡ فِیۡ وَجۡہِہِ الۡمَاءَ‘‘.

(سنن ابن ماجہ، کتاب إقامة الصلاة والسنة، حدیث: ۱۳۳۶)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ اس شخص پر رحم کرے، جو رات میں بیدار ہوا اور نماز پڑھی اور اپنی بیوی کو بھی جگایا، اس نے نماز پڑھی، اگر نہ اٹھی تو اس کے چہرہ پہ پانی چھڑکا، اللہ تعالیٰ اس عورت پر رحم کرے، جو رات میں بیدار ہوئی، پھر اس نے نماز پڑھی اور اپنے شوہر کو جگایا، اس نے بھی نماز پڑھی اگر نہ اٹھا تو اس کے منہ پر پانی چھڑکا۔

تبرکات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

تہجد میں خاص کر اُٹھو اور ذوق اور شوق سے ادا کرو

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

’’ہماری جماعت کو چاہئے کہ وہ تہجد کی نماز کو لازم کرلیں۔ جو زیادہ نہیں وہ دو ہی رکعت پڑھ لے کیونکہ اس کو دعا کرنے کا موقع بہرحال مل جائیگا۔ اس وقت کی دعاؤں میں ایک خاص تاثیر ہوتی ہے کیونکہ وہ سچے درد اور جوش سے نکلتی ہیں۔ جب تک ایک خاص سوز اور درد دل میں نہ ہو اس وقت تک ایک شخص خوابِ راحت سے بیدار کب ہوسکتا ہے؟ پس اس وقت کا اٹھنا ہی ایک درد دل پیدا کر دیتا ہے جس سے دعا میں رقت اور اضطراب کی کیفیت پیدا ہوجاتی ہے اور یہی اضطراب اور اضطرار اور قبولیتِ دعا کا موجب ہوجاتے ہیں۔ لیکن اگر اٹھنے میں سستی اور غفلت سے کام لیتا ہے تو ظاہر ہے کہ وہ درد اور سوز دل میں نہیں کیونکہ نیند تو غم کو دور کر دیتی ہے۔ لیکن جبکہ نیند سے بیدار ہوتا ہے تو معلوم ہوا کہ کوئی درد اور غم نیند سے بھی بڑھ کر ہے جو بیدار کر رہا ہے۔‘‘

(ملفوظات جلد دوم صفحہ ۱۸۲ جدید ایڈیشن)

’’راتوں کو اٹھو اور دعا کرو کہ اللہ تعالیٰ تم کو اپنی راہ دکھلائے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ نے بھی تدریجاً تربیت پائی۔ وہ پہلے کیا تھے۔ ایک کسان کی تخم ریزی کی طرح تھے۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آبپاشی کی۔ آپ نے ان کے لئے دعائیں کیں۔ بیج صحیح تھا اور زمین عمدہ تو اس آبپاشی سے پھل عمدہ نکلا۔ جس طرح حضور علیہ السلام چلتے اسی طرح وہ چلتے۔ وہ دن کا یا رات کا انتظار نہ کرتے تھے۔ تم لوگ سچے دل سے توبہ کرو۔ تہجد میں اٹھو، دعا کرو، دل کو درست کرو، کمزوریوں کو چھوڑ دو اور خدا تعالیٰ کی رضا کے مطابق اپنے قول و فعل کو بناؤ۔‘‘

(ملفوظات جلد اول صفحہ ۲۸۔ جدید ایڈیشن)

’’تہجد میں خاص کر اُٹھو اور ذوق اور شوق سے ادا کرو۔ درمیانی نمازوں میں بہ باعث ملازمت کے ابتلا آجاتا ہے۔ رازق اللہ تعالیٰ ہے۔ نماز اپنے وقت پر ادا کرنی چاہیے۔ ظہر و عصر کبھی کبھی جمع ہوسکتی ہے۔ اللہ تعالیٰ جانتا تھا کہ ضعیف لوگ ہوں گے اس لیے یہ گنجائش رکھ دی مگر یہ گنجائش تین نمازوں کے جمع کرنے میں نہیں ہوسکتی۔‘‘

(ملفوظات جلد اول صفحہ ۶، ایڈیشن ۱۹۸۴ء)

’’تیسری شرط بیعت: سوم یہ کہ بلاناغہ پنجوقتہ نماز موافق حکم خدا اور رسول کے ادا کرتا رہے گا۔ اور حتی الوسع نماز تہجد کے پڑھنے اور اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنے اور ہر روز اپنے گناہوں کی معافی مانگنے اور استغفار کرنے میں مداومت اختیار کرے گا اور دلی محبت سے خدا تعالیٰ کے احسانوں کو یاد کرکے اس کی حمد اور تعریف کو اپنا ہر روزہ ورد بنائے گا۔‘‘ (اشتہار ’تکمیل تبلیغ‘، مجموعہ اشتہارات جلد اول صفحہ ۲۰۶، ایڈیشن ۲۰۰۹ء)

اقتباس از تفسیر کبیر

نماز تہجد سو کر اُٹھنے کے بعد پڑھی جانی چاہیے

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نماز تہجد کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

نمازِ تہجد: سنتوں کے علاوہ ایک نماز تہجد کہلاتی ہے نصفِ شب کے بعد کسی وقت پُو پھٹنے سے پہلے یہ نماز پڑھی جاسکتی ہے مگر جیسا کہ تہجد کے معنوں سے ظاہر ہے یہ نماز سو کر اُٹھنے کے بعد پڑھی جانی چاہیے گو کسی وقت سونے کا وقت نہ ملے اور نصف شب گزر جائے تو یوں بھی پڑھ سکتا ہے مگر قرآن کریم نے جو اس کا نام رکھا ہے اس سے بھی اور رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقِ عمل سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے کہ عشاء کے بعد آدمی سو جائے اور سونے سے اُٹھ کر یہ نماز ادا کرے اس نماز کا روحانی ترقیات سے بہت گہرا تعلق ہے اور قرآنِ کریم میں اس کی خاص تعریف آئی ہے (دیکھو سورۂ مزمل آیت ۱ تا ۶) ان کے علاوہ بعض اور سنتیں بھی ہیں جو موکدہ تو نہیں یعنی رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی خاص تاکید تو نہیں فرمائی مگر آپ جب موقع ملتا انہیں ادا کرتے تھے ان میں سے ایک اشراق کی نماز ہے یعنی جب سورج نیزہ دو نیزے اوپر آجائے اسی طرح اور بعض نوافل ہیں لیکن حکم یہ ہے کہ جب سورج نکل رہا ہو یا ڈوب رہا ہو یا نصف النہار کا وقت ہو تو نماز ناجائز ہے اور جب دھوپ زرد ہو جائے تب بھی ناپسندیدہ ہے۔

(تفسیر کبیر جلد1 صفحہ 167 آن لائن ایڈیشن)

اخبار احمدیہ

الحمد للہ سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بخیر و عافیت ہیں۔ سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 25ر ستمبر 2026 کو مسجد مبارک (اسلام آباد) یو.کے سے بصیرت افروز خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔ جس کا خلاصہ اسی شمارہ کے صفحہ نمبر 20 پر ملاحظہ فرمائیں۔ احباب کرام حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت و تندرستی، فعال درازیٔ عمر، مقاصد عالیہ میں کامیابی اور خصوصی حفاظت کیلئے دُعائیں جاری رکھیں، اللہ تعالیٰ حضور انور کا ہر آن حافظ و ناصر ہو اور تائید و نصرت فرمائے۔ آمین۔

جمیل احمد ناصر، پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا: پروپرائٹر، نگران بدر بورڈ قادیان

اداریہ

اختلافات کی دلدل میں پھنسے ہوئے ملاں!

آج آپ سوشل میڈیا اور اخبارات کے صفحات کھول کر دیکھ لیں مذہب کے ہر معاملہ میں ملاں نہ صرف باہم تقسیم ہو چکے ہیں بلکہ باہم سر بگریباں ہیں۔ جس کے نتیجہ میں مسلم عوام مذہبی معاملات میں شدید ذہنی الجھنوں کا شکار ہیں۔ ملاں اپنی سرداری کو قائم رکھنے کے لئے اپنی جھوٹی اناؤں کو تسکین دینے کے لئے کوئی ایسا لمحہ نہیں چھوڑتے جس سے مسلمان پارہ پارہ نہ ہو جائیں۔ ان کے دل و دماغ میں مسلمانوں کو متحد کرنے کا کبھی خیال بھی پیدا نہیں ہوتا۔ وہ تو بس چاہتے ہیں کہ جس حصہ یا طبقہ پر ان کو چودراہٹ اور سرداری حاصل ہے کہیں دوسری مسجد کا ملاں اس کو کسی طرح ہتھیا نہ لے۔

ابھی حال ہی میں عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حوالے سے انہوں نے مسلمانوں کو منتشر و پارہ پارہ کرنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی۔ ایک طرف وہ مسلمان تھے جو ان بدعات کے دلائل پیش کر رہے تھے تو دوسری طرف وہ تھے جو انہیں گمراہ، بے دین اور گستاخِ رسول قرار دے رہے تھے۔ معاملہ صرف عید میلاد النبی کا ہی نہیں ہے۔ دین کے ہر معاملہ میں اختلاف پیدا کرنا اس کو ہوا دینا اور فتنہ وفساد کا بازار گرم کرتے رہنا یہ آج کے ملاؤں کا گھناؤنا کھیل بن چکا ہے۔ نماز پڑھنے میں اختلاف، رفع یدین میں اختلاف، آمین بالجہر و بالسّر میں اختلاف، رمضان آجائے تو تراویح پڑھنے نہ پڑھنے میں اختلاف، اس کی رکعات میں اختلافات۔ غرض تمام مسائل میں اختلافات کا ایک انبار ہے۔ جن کو یہ ملاں دن رات اپنے مفادات کی خاطر اچھالتے رہتے ہیں۔ کوئی وہ ہیں جو دن رات اولیاء اللہ کو خدائی کا درجہ دیتے ہیں اور کچھ وہ ہیں جو ان کی توہین کرتے ہیں۔

مسجد اگرچہ خدا کا گھر ہے لیکن مجال ہے دوسرے فرقہ کا مسلمان اس میں اطمینان سے نماز پڑھ سکے۔ دوسرے فرقوں کی نماز جنازہ اور نکاح پڑھانے سے نہ صرف پڑھانے والا کافر ہو جاتا ہے اور اس کا نکاح ٹوٹ جاتا ہے بلکہ اسی مجلس میں موجود سب لوگ کافر ہو جاتے ہیں اور ان کے نکاح بھی ٹوٹ جاتے ہیں۔ تاوقتیکہ وہ اپنے اس عمل سے تائب ہو کر پھر اپنے پہلے فرقہ والے مولوی کی طرف نہ لوٹ جائیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اسوۂ حسنہ تو یہ ہے کہ آپ کی خدمت میں نجران کے عیسائی مذہبی گفتگو کے لیے آئے تھے، تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ صرف مسجد میں ان کی رہائش کا انتظام کیا، ان کی تواضع کا انتظام کیا، بلکہ انہیں فرمایا کہ وہ اپنے طریق پر اس مسجد میں خدائے واحد کی عبادت بھی کر سکتے ہیں۔ اور یہاں یہ عالم ہے کہ غیر مذاہب والے تو درکنار، مسلمان مسلمان کی مسجد میں نماز ادا کرنے کی جرات نہیں کر سکتا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قرون ثلاثہ کے بعد اور بالخصوص مسیح موعود کے زمانہ کے نزدیک امت کے کئی فرقوں میں بٹ جانے اور تقسیم در تقسیم ہو جانے کا ذکر فرمایا تھا اور اس کے ذمہ دار ان علما کو قرار دیا تھا جو اس دور میں ہوں گے آپ نے فرمایا تھا۔

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت پر بھی ایک زمانہ آئے گا جیسے بنی اسرائیل پر آیا تھا، جیسے ایک جوتا دوسرے کے برابر ہوتا ہے، یہاں تک کہ اگر کوئی ان میں سے اپنی ماں کے پاس کھلم کھلا آیا تھا، میری امت میں سے بھی کوئی ہو گا جو ایسا کرے گا، اور بے شک بنی اسرائیل بہتر فرقوں میں بٹ گئے اور میری امت تہتر فرقوں میں منتشر ہو جائے گی، سب دوزخ میں جائیں گے مگر ایک گروہ۔ صحابہ نے عرض کیا کہ وہ کون سا گروہ ہو گا؟ اے اللہ کے رسول، فرمایا جس طرح میں ہوں اور میرے اصحاب ہیں۔ (ترمذی)۔

احمد اور ابو داؤد نے معادیہ سے بیان کیا بہتر دوزخ میں ہوں گے اور ایک جنت میں ہو گا اور وہ گروہ ’’جماعت‘‘ ہو گا۔ (مشکوٰۃ مترجم جلد اول صفحہ 57 تا 58)

اسی طرح ایک موقعہ پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کی گمراہی ان کے انتشار اور ملاؤں کے فتنوں کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا ہے:

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عنقریب ایسا زمانہ آئے گا کہ نام کے سوا اسلام کا کچھ باقی نہ رہے گا، الفاظ کے سوا قرآن کا کچھ بھی باقی نہ رہے گا۔ اس زمانہ کے لوگوں کی مسجدیں بظاہر تو آباد ہوں گی لیکن ہدایات سے خالی ہوں گی۔ ان کے علماء آسمان کے نیچے بسنے والی مخلوق میں سے بدترین مخلوق ہوں گے۔ ان سے ہی فتنے اٹھیں گے اور ان میں ہی لوٹ جائیں گے۔ (مشکوٰۃ کتاب العلم)

اسی طرح فرمایا میری امت پر ایک زمانہ انتشار و اضطراب کا آئے گا، لوگ اپنے علماء کے پاس رہنمائی کی امید سے جائیں گے تو وہ انہیں بندروں اور سوروں کی طرح پائیں گے۔ (کنز العمال بحوالہ حدیقۃ الصالحین)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو مثال آج کل کے علماء کی دی ہے اس سے بدتر اور کوئی مثال نہیں ہو سکتی۔ آسمان کے نیچے تمام مخلوقات میں سے بدتر اور سوروں، بندروں کی طرح ہونا، یہ وہ لوگ ہیں جو سوروں کی طرح اسلام کی کھیتی کو اجاڑ رہے ہیں۔ اور ہر قسم کی بدحرکات میں ملوث ہیں۔ ان کی طرف سے مسلمانوں پر کفر کے تیروں کی بوچھاڑ ہو رہی ہے اور کفر کے تیروں کی یلغار میں یہ بھی نہیں سوچتے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تو بحالت جنگ سونتی ہوئی تلوار کو دیکھ کر کلمہ پڑھ لینے والے کو بھی قتل کرنے اور کافر کہنے سے منع فرمایا تھا اور اس صحابی پر شدید ناراضگی کا اظہار فرمایا تھا جس نے بحالت جنگ کلمہ پڑھ لینے کے باوجود ایک شخص کو قتل کر دیا تھا۔ وہ صحابی عرض کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم مجھ سے اس قدر ناراض ہوئے کہ میں نے سوچا کاش میں آج کے بعد ہی ایمان لاتا تو اچھا تھا۔ اور آج حال یہ ہے کہ ذرا ذرا سی بات پر کلمہ گو مسلمانوں کو کافر کہا جاتا ہے یہاں تک کہ ان کے مرتد اور زندیق ہونے کے فتوے دیے جاتے ہیں۔ یہاں تک کہ قتل کے بھی فتوے دیے جاتے ہیں۔ ایک دوسرے کی مساجد میں نماز پڑھنے سے روکنا تو اب دور کی بات ہے۔ دوسرے فرقہ کی مساجد کو بم دھماکوں سے اڑا دیا جاتا ہے اور معصوم نمازی نماز کی حالت میں ہی خدا کے حضور حاضر ہو جاتے ہیں۔

اب تو بات یہاں تک پہنچ گئی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کو بھی تجارت کے طور پر استعمال کیا جا رہا ہے۔ کتنے ہی معصوم مسلمانوں پر گستاخ رسول ہونے کے فتوے لگا کر پاکستان میں اب ان کے خلاف مقدمے کھڑے کیے گئے ہیں اور ان کے قتل کے فتوے دیے گئے ہیں جن میں ایسے ایسے معصوم نوجوان بچے بچیاں بھی شامل ہیں جو اپنا قصور تک نہیں جانتے۔ خود ہی اندازہ لگائیے کہ وہ قوم جس کو اللہ تعالیٰ نے ’’خیر امت‘‘ کے لقب سے سرفراز فرمایا ہے ان ملاؤں کے طفیل بھٹکتے بھٹکتے کہاں تک پہنچ گئی ہے۔ جہاں ہر طرف خوفناک اندھیرا اور دلدل ہے اور راستہ کہیں نظر نہیں آتا۔

ایسے میں راستہ کہاں ہے؟ صراط المستقیم کدھر ہے؟ اور اسلام کی روشنی کہاں چمک رہی ہے؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ جب ظلمت وضلالت سے بھرا ہوا ایسا دور شروع ہو جائے۔ تو امید کی کرن صرف اور صرف امام مہدی ہو گا جو امام مہدی بھی ہو گا اور مسیح موعود بھی ہو گا اور اسی کا دامن دامن عافیت ہو گا۔ بجز اس کے ہر طرف اندھیرا ہو گا۔ ہر طرف تاریکی ہو گی، ہر طرف گمراہی ہو گی، ہر طرف ضلالت ہو گی۔ چنانچہ دیکھ لیں آج مسلمان پوری دنیا میں ذلت ونکبت اور شکست وادبار سے دوچار ہیں، خیر اُمت بن کر دنیا کی رہنمائی کرنا تو دور کی بات ہے ہر جگہ شرمناک ناکامیاں آج مسلمانوں کی قسمت بن چکی ہیں۔

کبھی سوچا ہے کہ اس کی وجہ کیا ہے؟ کیوں تمام مذاہب کے مقابل پر ہم ہر محاذ پر پیچھے کی طرف دھکیل دیے گئے ہیں۔ اس کی وجہ صرف اور صرف یہی ہے کہ آنے والے اس موعود کا انکار کر دیا گیا۔ اس کی شان میں گستاخیاں کی گئی ہیں جن کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان تھا کہ وہ ہدایت کا مینار ہو گا۔ آج جو لوگ اس ہدایت کے پیچھے چل چکے ہیں، گذشتہ سو سال میں انہوں نے عظیم الشان کامیابیاں حاصل کی ہیں۔ وہ دین و دنیا میں ہر جگہ اسلام کی روحانی فتوحات کے جھنڈے گاڑ رہے ہیں۔ جس کی تمام تفصیلات ملاحظہ کی جا سکتی ہیں۔ آپؑ فرماتے ہیں:

اب اسی گلشن میں لوگوں راحت و آرام ہے
وقت ہے جلد آؤ، اے آوارگانِ دشت خار
ہے کوئی کاذب جہاں میں لاؤ لوگو کچھ نظیر
میرے جیسی جس کی تائیدیں ہوئی ہوں بار بار
آفتابِ صبح نِکلا اب بھی سوتے ہیں یہ لوگ
دن سے ہیں بیزار اور راتوں سے وہ کرتے ہیں پیار

(درثمین)

ظہور خیر الانبیاء صلّی اللہ علیہ وسلّم

منظوم کلاز حضرت مرزا طاہر احمد صاحب خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ

وہ پاک محمدؐ ہے ہم سب کا حبیب آقا
اَنوار ِرسالت ہیں جس کی چمن آرائی

محبوبی و رعنائی کرتی ہیں طواف اُس کا
قدموں پہ نثار اُس کے جمشیدی و دارائی

نبیوں نے سجائی تھی جو بزم مہ و اَنجم
واللہ اُسی کی تھی سب انجمن آرائی

دن رات دُرُود اُس پر ہر اَدنیٰ غلام اُس کا
پڑھتا ہے بصد منت جپتے ہوئے نام اُس کا

آیا وہ غنی جس کو جو اپنی دُعا پہنچی
ہم در کے فقیروں کے بھی بخت سنوار آئی

ظاہر ہوا وہ جلوہ جب اُس سے نگہ پلٹی
خود حسن نظر اپنا سو چند نکھار آئی

اے چشم خزاں دیدہ کھل کھل کہ سماں بدلا
اے فطرتِ خوابیدہ ! اُٹھ اُٹھ کہ بہار آئی

نبیوں کا اِمام آیا ، اللہ اِمام اُس کا
سب تختوں سے اُونچا ہے تخت عالی مقام اُس کا

اللہ کے آئینہ خانے سے شریعت کی
نکلی وہ دُلہن کر کے جو سولہ سنگار آئی

اُترا وہ خدا کوہ ِفارانِ محمدؐ پر
موسیٰ کو نہ تھی جس کے دیدار کی یارائی

کلام طاہر ایڈیشن 2004 صفحہ 1-3

اختتامی خطاب جلسہ سالانہ یوکے 2026ء (حصہ اوّل)

اللہ تعالیٰ کا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے تو وعدہ ہے کہ وہ آپؑ کو فتوحات دے گا اور انشاء اللہ تعالیٰ ضرور دے گا۔ لیکن اگر ہم نے اس کا حصہ بننا ہے تو ہمیں بھی چاہیے کہ ہم بھی خالص ہو کر اللہ تعالیٰ کی توحید کا اعلان کرنے والے بنیں اور اس پر عمل کرنے والے بنیں اور اپنی عبادتوں کی بھی حفاظت کرنے والے ہوں اور اپنی ظاہری حالت کو بھی اسی طرح ڈھالنے والے ہوں کہ اس سے ہلکا سا بھی شرک کا شائبہ تک نظر نہ آئے

آپؑ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے دی ہوئی تعلیم کے مطابق دنیا میں خدائے واحد کی حکومت قائم کرنے کے لیے، شرک کے خاتمے کے لیے، روحانی اور اخلاقی اقدار پیدا کرنے کے لیے، وفا اور خلوص کی تعلیم دینے کے لیے اور وہ اقدار پیدا کرنے کے لیے جو کامل طور پر وفا، اخلاص اور اطاعت کا جذبہ اپنے اندر رکھیں، مبعوث فرمایا۔ اس آنے والے مسیح و مہدیؑ نے اپنی تمام تر صلاحیتوں کے ساتھ بھرپور کوشش کرنی تھی اور ایک ایسی جماعت تیار کرنی تھی جو کامل موحد ہو اور شرک کے خاتمے کے لیے ہر فرد جماعت جہاں اپنے آپ کو شرک سے مکمل طور پر پاک کرے وہاں دنیا کو بھی خدائے واحد کی آغوش میں لانے کے لیے اپنی تمام تر استعدادیں اور صلاحیتیں استعمال کرے

آپؑ نے اللہ تعالیٰ سے حکم پا کر ایک پاک جماعت کا قیام فرمایا اور بعض شرائط پر جن کی تعداد دس ہے اپنے ماننے والوں سے بیعت لی۔ یہی بیعت کے الفاظ ہم ہمیشہ ہر سال اور جب بھی بیعت کرنی ہو یا جماعت میں داخل ہونا ہو، دہراتے ہیں

گو کہ شرائط بیعت کے بارے میں مَیں پہلے بھی خطبات دے چکا ہوں اور کافی خطبات اور تقریروں میں بھی بیان کر چکا ہوں اور اس حوالے سے احادیث اور قرآن کے بعض حوالے بھی پیش کر چکا ہوں جو کتابی صورت میں چھپ بھی چکے ہیں لیکن اس پر عمل کرنے کی بہت ضرورت ہے۔ اس لیے دوبارہ اس کی ضرورت ہے کہ مَیں بیان کروں

ہمیشہ اس بات کی کوشش کرنی چاہیے کہ ہم کوئی ایسی حرکت نہ کریں جو ہمیں اپنے عہدِ بیعت سے ہٹانے والی ہو۔ ہم نے ایک عہد کیا ہے اس کو بہر حال پورا کرنا ہے اور اگر نہیں کریں گے تو پھر اللہ تعالیٰ سزا بھی دے گا اور دے سکتا ہے

ایک شخص کے موحّد ہونے کا یہی حقیقی معیار ہے کہ کسی بھی صورت میں کبھی ایسی بات نہیں کرنی چاہیے جس سے شرک کا ہلکا سا شائبہ بھی نظر آتا ہو۔ جب تک ہم اللہ تعالیٰ کی محبت کے لیے اللہ تعالیٰ سے تعلق پیدا نہیں کریں گے اس وقت تک شرک میں گر سکتے ہیں

ہمیں ہمیشہ یہ کوشش کرنی چاہیے کہ ہر کام کرتے ہوئے اور ہر لفظ بولتے ہوئے ہمیں یہ خیال رہے کہ کہیں یہ لفظ ہمیں خدا تعالیٰ سے دور لے جانے والا اور شیطان کے قریب لے جانے والا نہ ہو۔ پس اس بات کا ہمیشہ خیال رکھنا چاہیے۔ جب ہم یہ کریں گے تو تب ہی ہم اپنے عہدِ بیعت کو بھی پورا کرنے والے ہوں گے اور تبھی ہم حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے آنے کے مقصد کو بھی پورا کرنے والے ہوں گے کیونکہ آپؑ کا بنیادی مقصد یہی تھا کہ دنیا میں خدا تعالیٰ کی توحید کو قائم کیا جائے اور شرک کا خاتمہ کیا جائے

’’پس اے احمدی قوم! خدا ہمارا رشتہ دار نہیں۔ شرک سے پرہیز کرو اور عبادت کرو تا کہ خدا تمہارا نگہبان ہو جائے۔ دیکھو کہ خدا نے نوح علیہ السلام کے بیٹے تک کی پرواہ نہیں کی۔ پس اس بات سے خوش ہونا کہ احمدی ہیں نادانی ہے بلکہ ایسے کام کرو کہ احمدی ہونے کے لائق ثابت ہو‘‘ (حضرت مصلح موعودؓ)

اس زمانے میں اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مبعوث فرمایا تھا تا کہ آپؑ شرک کے خلاف ایک جہاد کریں اور اپنی ایک ایسی پاک جماعت قائم کریں جو شرک سے بکلّی اجتناب کرنے والی ہو

ہم شرک ظاہری تو نہیں کرتے لیکن شرک خفی سے بھی اجتناب کریں۔ یہ بعض دفعہ غیر محسوس طریقے سے اندر داخل ہو جاتا ہے تبھی ہم حق بیعت ادا کر سکیں گے اور تبھی ہم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دست و بازو بن سکتے ہیں

امیر المومنین سیدنا حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا جلسہ سالانہ جماعت احمدیہ برطانیہ 2026ء کے اختتامی اجلاس سے بصیرت افروز خطاب، (حصہ اوّل)
(فرمودہ 26/ جولائی 2026ء بروز اتوار بمقام حدیقۃ المہدی (جلسہ گاہ) آلٹن ہمپشئر۔ یوکے)

(خطاب ہذا کا یہ متن ادارہ بدر، ادارہ الفضل لندن کے شکریہ کے ساتھ شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ۔
أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ﴿۱﴾
اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۲﴾ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ﴿۳﴾ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ﴿۴﴾ إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ﴿۵﴾
اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ﴿۶﴾ صِرَاطَ الَّذِيْنَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ﴿۷﴾

اللہ تعالیٰ نے ہم پر احسان کرتے ہوئے ہمیں اس زمانے میں پیدا کیا ہے جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غلامِ صادق کو اسلام کی تعلیم دنیا میں

پھیلانے کے لیے بھیجا اور اسلام کی نشأۃ ثانیہ کے لیے مبعوث فرمایا۔

آپؑ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے دی ہوئی تعلیم کے مطابق دنیا میں خدائے واحد کی حکومت قائم کرنے کے لیے، شرک کے خاتمے کے لیے، روحانی اور اخلاقی اقدار پیدا کرنے کے لیے، وفا اور خلوص کی تعلیم دینے کے لیے اور وہ اقدار پیدا کرنے کے لیے جو کامل طور پر وفا، اخلاص اور اطاعت کا جذبہ اپنے اندر رکھیں، مبعوث فرمایا۔

اس آنے والے مسیح و مہدیؑ نے اپنی تمام تر صلاحیتوں کے ساتھ بھرپور کوشش کرنی تھی اور ایک ایسی جماعت تیار کرنی تھی جو کامل موحد ہو اور شرک کے خاتمے کے لیے ہر فرد جماعت جہاں اپنے آپ کو شرک سے مکمل طور پر پاک کرے وہاں دنیا کو بھی خدائے واحد کی آغوش میں لانے کے لیے اپنی تمام تر استعدادیں اور صلاحیتیں استعمال کرے۔

اسی طرح جیسا کہ میں نے کہا

تمام قسم کی اخلاقی برائیوں سے دنیا کو پاک کرنے کے لیے بھیجا اور یہی آپؑ کے ماننے والوں کا کام تھا تاکہ دنیا روحانی اور اخلاقی اقدار سے اپنی بقا کے سامان پیدا کر سکے۔

پس اس کے لیے

آپؑ نے اللہ تعالیٰ سے حکم پا کر ایک پاک جماعت کا قیام فرمایا اور بعض شرائط پر جن کی تعداد دس ہے اپنے ماننے والوں سے بیعت لی۔ یہی بیعت کے الفاظ ہم ہمیشہ ہر سال اور جب بھی بیعت کرنی ہو یا جماعت میں داخل ہونا ہو، دہراتے ہیں۔

آپؑ نے جو بیعت لی وہ ان باتوں پر لی کہ ہمیشہ یہ سچے دل سے عہد کرتا ہوں کہ جب تک میں قبر میں داخل نہ ہو جاؤں شرک کے قریب بھی نہیں جاؤں گا۔ اور پھر یہ کہ جھوٹ نہیں بولوں گا۔ زنا نہیں کروں گا۔ بدنظری نہیں کروں گا۔ فسق و فجور، ظلم، خیانت، فساد اور بغاوت کے طریقوں سے بچتا رہوں گا۔ نفسانی جوشوں کے وقت ان کا مغلوب نہیں ہوں گا چاہے جو مرضی حالات پیدا ہو جائیں۔ یہ روحانی اور اخلاقی اصلاح کے لیے بہت ضروری باتیں ہیں۔ پھر یہ کہ روحانیت میں ترقی کرنے کے لیے بلا ناغہ پنج وقت نمازیں اللہ اور رسولؐ کے حکم کے مطابق ادا کروں گا۔ پھر یہ بھی کہ صرف فرض نمازیں نہیں بلکہ نماز تہجد بھی پڑھنے کی کوشش کروں گا۔ اسی طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھی بھیجوں گا۔ روزانہ اپنے گناہوں کی معافی بھی مانگوں گا۔ اللہ تعالیٰ کے احسانوں کو بھی دلی محبت سے یاد کروں گا اور اس کی حمد بھی ہمیشہ کرتا رہوں گا۔ یہ باتیں ایسی ہیں جو انسان کی روحانی حالت کو اوپر لے جانے کے لیے بہت ضروری ہیں۔ اسی طرح یہ کہ اللہ تعالیٰ کی مخلوق کو عموماً اور مسلمانوں کو خصوصاً ہر قسم کے نفسانی جوشوں سے کسی قسم کی تکلیف نہیں پہنچاؤں گا۔ نہ زبان سے نہ ہاتھ سے نہ کسی اَور طرح سے۔ یہ ایک ایسی بات ہے جو مسلمانوں میں خاص طور پر پیدا کرنے کی ضرورت ہے اور خاص طور پر آج کل کے حالات میں۔ اسی طرح ہر حال میں اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا ذکر کرتا رہوں گا اور وفاداری کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے تعلق رکھوں گا۔ اللہ تعالیٰ کے جو فیصلے ہوں گے ان کو خوشی سے قبول کروں گا۔ اللہ تعالیٰ کی راہ میں کسی بھی قسم کی تکلیف اور ذلّت برداشت کرنی پڑے تو کروں گا۔ ہوا و ہوس سے باز رہوں گا۔ دنیا کی تمام بد رسومات سے باز رہوں گا۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولؐ کی باتوں کو ان سب باتوں پر حاوی رکھوں گا۔ تکبر سے بچوں گا۔ عاجزی اختیار کروں گا۔ خوش خلقی اختیار کروں گا۔ حلیمی اور مسکینی سے رہوں گا۔ اور دین کی عزّت اور ہمدردیٔ اسلام کو اپنی جان، مال اپنی عزت اور اپنی اولاد ہر چیز سے زیادہ عزیز سمجھوں گا۔ اللہ تعالیٰ کی مخلوق کی ہمدردی میں اللہ تعالیٰ کی خاطر ہمیشہ کوشش کرتا رہوں گا اور اپنی تمام تر طاقتوں اور استعدادوں سے بنی نوع انسان کو فائدہ پہنچانے کے لیے کوشش کروں گا۔

پھر آگے دوبارہ بھی آپؑ نے یہاں اس بات کو زور دے کر فرمایا کہ اسی طرح یہ کہ اطاعت کے جذبے کے ساتھ ہمیشہ اپنی جان، مال اور وقت قربان کرنے کے لیے تیار رہوں گا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام جو بھی فیصلہ کریں گے اس کو دل سے مانوں گا یعنی کہ جب آپؑ کی بیعت کی ہے تو آپ علیہ السلام کے فیصلوں کو بھی دل سے مانوں گا۔ یہاں خلافت کی بھی کامل اطاعت ہے کیونکہ خلافت بھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کام کو ہی اللہ تعالیٰ کے وعدوں کے مطابق آگے چلانے کے لیے ہے۔ گویا ان شرائط میں جن کے نمبر تو میں نے نہیں لیے لیکن مختصر بیان کر دیا ہے ان میں یہ تمام باتیں آپؑ نے بیان فرمادیں کہ اگر یہ ہوگا تو حقیقت میں تم صحیح احمدی کہلانے کے موجب بن سکو گے اور تبھی تم اپنی بیعت کا حق بھی ادا کر سکو گے۔

(ماخوذ از مجموعہ اشتہارات جلد اول صفحہ 207-206)

پس آج اس وقت میں اس حوالے سے کچھ بیان کروں گا۔

گو کہ شرائط بیعت کے بارے میں مَیں پہلے بھی خطبات دے چکا ہوں اور کافی خطبات اور تقریروں میں بھی بیان کر چکا ہوں اور اس حوالے سے احادیث اور قرآن کے بعض حوالے بھی پیش کر چکا ہوں جو کتابی صورت میں چھپ بھی چکے ہیں لیکن اس پر عمل کرنے کی بہت ضرورت ہے۔ اس لیے دوبارہ اس کی ضرورت ہے کہ مَیں بیان کروں۔

میری کوشش ہوگی کہ وہ حوالے دوبارہ بیان نہ ہوں جو پہلے ہو چکے ہیں بلکہ نئی باتیں یا نئے حوالے ہوں اور نئی احادیث پیش کروں تاکہ ہمارے علم میں مزید وسعت پیدا ہو اور ہم اس پر عمل کرنے کی کوشش کریں اور اس میں بھی مَیں تمام پہلو تو نہیں لوں گا۔ سب سے بڑا پہلو جو پہلی شرط ہے اس کو ہی زیادہ بیان کروں گا۔ بہر حال باتیں تو بہت ساری مَیں نے کی ہیں لیکن وقت کی وجہ سے جیسا کہ مَیں نے کہا اس وقت ان کی تفصیل بیان نہیں ہو سکتی۔ ان کے چند پہلو بیان کروں گا۔

سب سے پہلی بات یہ ہے کہ

آپؑ نے جو پہلی شرط رکھی وہ یہ تھی کہ میں شرک سے اجتناب کروں گا اور مرتے دم تک کبھی شرک نہیں کروں گا۔ یہ ایسی شرط ہے کہ اگر انسان اس پر صحیح عمل کرے تو بہت سی برائیوں سے بچ سکتا ہے۔

اس بارے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک جگہ فرماتے ہیں: ’’ہر ایک نبی کی اصل غرض اور مقصد یہ رہا ہے کہ لوگ گناہوں سے نجات پا کر اور ہر قسم کی بدیوں اور بدکاریوں سے بکلّی نفرت کر کے خدا ہی کے لیے ہو جاویں۔ انسانی پیدائش کی اصل غرض اور مقصد بھی یہی ہے کہ وہ خدا ہی کے لیے ہو جائے۔ اس لیے انبیاء علیہم السلام کی بعثت کی غرض اسی مقصد کی طرف انسان کی رہبری کرنا ہوتا ہے تاکہ وہ اپنی گم گشتہ متاع اور مقصد کو پھر حاصل کر لے۔ گناہ اگرچہ بہت ہیں اور ان کے بہت سے شعبے اور شاخیں ہیں یہاں تک کہ ہر ادنیٰ قسم کی غفلت بھی گناہ میں داخل ہے لیکن

عظیم الشان گناہ جو اس مقصدِ عظیم کے بالمقابل انسان کو اصل مقصد سے ہٹانے کے لیے پڑا ہوا ہے وہ شرک ہے۔‘‘

پس شرک ایک بہت بڑا گناہ ہے۔ ’’انسان کی پیدائش کی اصل غرض اور مقصد یہ ہے کہ وہ خدا ہی کے لیے ہو جائے اور گناہ اور اس کے محرکات سے بہت دور رہے۔ اس لیے کہ جُوں جُوں بدقسمت انسان اس میں مبتلا ہوتا ہے اسی قدر اپنے اصلی مدعا سے دور ہوتا جاتا ہے یہاں تک کہ آخر گرتے گرتے ایسی سفلی جگہ پر جا پڑتا ہے جو مصائب اور مشکلات اور ہر قسم کی تکلیفوں اور دکھوں کا گھر ہے جس کو جہنم بھی کہتے ہیں۔‘‘

(ملفوظات جلد 2 صفحہ 419-418، ایڈیشن 2022ء)

پس گناہوں میں پڑ کر انسان اس دنیا میں اگر نہیں تو اگلے جہان میں اللہ تعالیٰ کی سزا کا مورد بنتا ہے۔ اس لیے آپؑ نے فرمایا کہ شرک سے بچو کیونکہ شرک بہت بڑا گناہ ہے اور قرآن کریم میں بھی اللہ تعالیٰ نے بہت جگہ شرک سے بچنے کی تلقین فرمائی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ شرک کرنا ایک ظلمِ عظیم ہے۔ (لقمان:14) اسی کی وضاحت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمائی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب بیعت لیا کرتے تھے تو اس میں شرک کے پہلو کو آپؐ خاص طور پر سامنے رکھا کرتے تھے۔

مثلاً ایک روایت میں آتا ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بیعتِ عقبہ لی تو اس وقت اس میں جو لوگ شامل تھے وہ کہتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خاص طور پر اس بات پر زور دیا کہ ہمیشہ شرک سے بچے رہو۔ چنانچہ ابو ادریس عائذ اللہ نے بیان کیا کہ حضرت عبادہ بن صامتؓ ان لوگوں میں سے تھے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بدر میں شریک ہوئے تھے اور وہ عقبہ کی رات آپؐ کے صحابہؓ میں سے تھے۔ انہوں نے انہیں اس وقت جب آپؐ کے گرد بہت سے صحابہؓ کی جماعت تھی بتایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آؤ تم میری بیعت کرو۔ اس بات پر کہ تم اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہراؤ گے اور نہ تم چوری کرو گے۔ نہ زنا کرو گے۔ نہ اپنے بچوں کو قتل کرو گے اور نہ تم کسی بہتان کا ارتکاب کرو گے یعنی کسی پر الزام تراشی نہیں کرو گے جس کو تم اپنی طرف سے گھڑتے ہو۔ اور معروف باتوں میں میری نافرمانی نہ کرو گے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی معروف باتیں تو وہی تھیں کیونکہ آپؐ شریعت لائے تھے۔ آپؐ کی ہر بات ہی معروف تھی لیکن پھر بھی آپؐ نے احتیاط کی ہے۔ اس لیے بعض لوگ جو اعتراض کرتے ہیں کہ معروف کا حکم ہے تو ہر وہ بات معروف ہے جو قرآن اور شریعت کے مطابق ہے اور یہی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی بیعت لینے والوں سے فرمایا اور یہی آگے خلافت، جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خلافت ہے وہ اس بات پر بیعت لیتی ہے کہ معروف باتیں اور معروف باتیں وہی ہیں جو خدا اور رسولؐ کے حکم کے مطابق ہیں۔ آپؐ فرماتے ہیں سو جس نے تم میں سے اپنا عہد پورا کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو اس کا اجر اللہ کے ذمے ہے۔ اور جس نے اس میں کسی چیز کا ارتکاب کیا اور اسے اسی دنیا میں اس کی سزا دی گئی تو وہ اس کے لیے بطور کفارہ ہے۔ اور جس نے اس میں سے کسی چیز کا ارتکاب کیا پھر اللہ نے اس کی پردہ پوشی کی یعنی دنیا میں اس کو سزا نہیں ملی تو اس کا معاملہ اللہ کے ساتھ ہے۔ اگر چاہے تو مرنے کے بعد سزا دے اور اگر چاہے تو اسے درگزر کرے۔ وہ کہتے ہیں چنانچہ مَیں نے اس بات پر آپؐ سے بیعت کی۔ (صحیح البخاری کتاب الایمان باب 11 حدیث 18)

پس بڑے واضح طور پر آپؐ نے اس بیعت کے الفاظ میں وہ تمام باتیں فرمادیں جن کی روشنی میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے باتیں فرمائی ہیں، جن کی روشنی میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی ہم سے بیعت لی ہے اور یہ کہ

شرک بھی نہیں کرنا، غلط باتیں بھی نہیں کرنی، اطاعت کا بھی پورا نمونہ دکھانا ہے، کسی جرم کا ارتکاب نہیں کرنا کیونکہ اگر ہم یہ کریں گے۔ تو پھر آپؑ نے فرمایا کہ اگر اللہ تعالیٰ تمہیں اس دنیا میں اس کی سزا دے دے تو تم اگلے جہان میں بچ جاؤ گے لیکن اگر اس دنیا میں سزا نہیں ملتی تو پھر اگلے جہان میں اللہ تعالیٰ کی مرضی ہے سزا دے یا بخش دے۔ بہرحال وہ بہتر جانتا ہے اور جس کا انسان کو علم نہیں۔ اس سے بچنے کے لیے پھر بہت استغفار کی ضرورت ہے۔ اس لیے

ہمیشہ اس بات کی کوشش کرنی چاہیے کہ ہم کوئی ایسی حرکت نہ کریں جو ہمیں اپنے عہدِ بیعت سے ہٹانے والی ہو۔ ہم نے ایک عہد کیا ہے اس کو بہرحال پورا کرنا ہے اور اگر نہیں کریں گے تو پھر اللہ تعالیٰ سزا بھی دے گا اور دے سکتا ہے۔

اسی طرح ایک حدیث میں آتا ہے۔ حضرت زید بن خالدؓ نے بیان کیا کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نکلے۔ حدیبیہ کا سال تھا۔ ایک رات ہم پر بارش ہوئی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں صبح کی نماز پڑھائی۔ پھر آپؐ ہماری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ تم جانتے ہو کہ تمہارے ربّ نے کیا فرمایا؟ نماز میں اس وقت میری اللہ تعالیٰ سے جو باتیں ہوئیں۔ ہم نے کہا: اللہ اور اس کا رسولؐ بہتر جانتے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ میرے بندوں نے صبح کی، کچھ مجھ پر ایمان لانے والے تھے اور کچھ میرا انکار کرنے والے تھے۔ اب دیکھیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھ رہے ہیں لیکن اس کے باوجود اللہ تعالیٰ آپؐ کو فرماتا ہے کہ ان میں سے بھی کچھ مجھ پر ایمان لانے والے تھے اور کچھ انکار کرنے والے تھے۔ پھر فرمایا کہ جہاں تک ان کا تعلق ہے جنہوں نے کہا کہ اللہ کی رحمت کے ساتھ اور اللہ کی عطاء کے ساتھ اور اللہ کے فضل کے ساتھ ہم پر بارش ہوئی تو وہ مجھ پر ایمان لانے والے ہیں اور ستاروں کے منکر ہیں۔ اور جس نے کہا کہ فلاں ستارے کی وجہ سے ہم پر بارش ہوئی ہے تو وہ ستارے پر ایمان لانے والا اور میرا انکار کرنے والا ہے یعنی اللہ تعالیٰ کا انکار کرنے والا ہے۔

(صحیح البخاری کتاب المغازی باب غزوۃ الحدیبیۃ حدیث 4147)

بڑی باریکی سے آپؐ نے شرک کی نفی کی تعلیم دی اور چونکہ اس زمانے میں کچھ لوگ نئے نئے ایمان لائے تھے اس لیے بعض جو تھے ان پر پرانی روایات کا بھی اثر تھا یا اپنے روایتی مذہب کا اثر تھا اس لیے شرک کی طرف بھی بعض کی توجہ ہو جاتی تھی چاہے وہ خفی شرک ہو اور وہ سمجھتے تھے کہ تاروں کے بارے میں اگر ہم نے کہہ دیا تو یہ کوئی ایسی بات نہیں۔ لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں! یہ اللہ تعالیٰ کا شرک ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تم یہ کبھی نہ کہو جب یہ دیکھو کہ اللہ تعالیٰ کے فضل ہو رہے ہیں، بارش ہو یا اللہ تعالیٰ کا کوئی اَور فضل ہو تو ہمیشہ اس کو اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کیا کرو۔ اسی میں تمہاری بچت ہے اور

ایک شخص کے موحّد ہونے کا یہی حقیقی معیار ہے کہ کسی بھی صورت میں کبھی ایسی بات نہیں کرنی چاہیے جس سے شرک کا ہلکا سا شائبہ بھی نظر آتا ہو۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اپنی حالت کیا تھی۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں آپؐ سے کہلوایا کہ قُلۡ اِنَّمَاۤ اَنَا بَشَرٌ مِّثۡلُکُمۡ یُوۡحٰۤی اِلَیَّ اَنَّمَاۤ اِلٰـہُکُمۡ اِلٰہٌ وَّاحِدٌ ۚ فَمَنۡ کَانَ یَرۡجُوۡا لِقَآءَ رَبِّہٖ فَلۡیَعۡمَلۡ عَمَلًا صَالِحًا وَّلَا یُشۡرِکۡ بِعِبَادَۃِ رَبِّہٖۤ اَحَدًا۔ (الکہف:111) یعنی کہہ دے کہ مَیں تو محض تمہاری طرح ایک بشر ہوں۔ میری طرف وحی کی جاتی ہے کہ تمہارا معبود بس ایک ہی معبود ہے۔ پس جو کوئی اپنے ربّ کی لقاء چاہتا ہے وہ بھی نیک عمل بجالائے اور اپنے ربّ کی عبادت میں کسی کو شریک نہ کرے۔

پس یہ اصل بات ہے۔ اصل میں تو ہمارے لیے ہے کہ شرک سے مکمل پرہیز کریں۔ آپؐ تو پرہیز کرنے والے تھے ہی اور لوگوں کو بتایا کہ مَیں جب ایسا ہوں تو پھر تمہیں بھی ایسا ہونا چاہیے اور اس اسوہ پر ہمیں چلنا چاہیے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اسوہ ہے اور یہی ہمیں تلقین ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے شرک کے حوالے سے اس آیت کی روشنی میں جو بیان فرمایا ہے یہ ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ ”وہ“ یعنی اللہ تعالیٰ ” قرآن شریف میں اس تعلیم کو پیش کرتا ہے جس کے ذریعہ سے اور جس پر عمل کرنے سے اسی دنیا میں دیدارِ الٰہی میسّر آسکتا ہے جیسا کہ فرمایا مَنۡ کَانَ یَرۡجُوۡا لِقَآءَ رَبِّہٖ فَلۡیَعۡمَلۡ عَمَلًا صَالِحًا وَّلَا یُشۡرِکۡ بِعِبَادَۃِ رَبِّہٖۤ اَحَدًا۔ (الکہف:111) یعنی جو شخص چاہتا ہے کہ اسی دنیا میں اس خدا کا دیدار نصیب ہو جائے جو حقیقی خدا اور پیدا کنندہ ہے۔ پس چاہیے کہ وہ ایسے نیک عمل کرے جن میں کسی قسم کا فساد نہ ہو یعنی عمل اس کے نہ لوگوں کے دکھلانے کے لئے ہوں نہ ان کی وجہ سے دل میں تکبر پیدا ہو کہ مَیں ایسا ہوں اور ایسا ہوں اور نہ وہ عمل ناقص اور ناتمام ہوں اور نہ ان میں کوئی ایسی بدبو ہو جو محبتِ ذاتی کے برخلاف ہو بلکہ چاہیے کہ صدق اور وفاداری سے بھرے ہوئے ہوں۔ اور ساتھ اس کے یہ بھی چاہیے کہ ہر ایک قسم کے شرک سے پرہیز ہو۔ نہ سورج نہ چاند نہ آسمان کے ستارے نہ ہوا نہ آگ نہ پانی نہ کوئی اَور زمین کی چیز معبود ٹھہرائی جائے اور نہ دنیا کے اسباب کو ایسی عزّت دی جائے اور ایسا اُن پر بھروسہ کیا جائے کہ گویا وہ خدا کے شریک ہیں اور نہ اپنی ہمت اور کوشش کو کچھ چیز سمجھا جائے کہ یہ بھی شرک کے قسموں میں سے ایک قسم ہے بلکہ سب کچھ کر کے یہ سمجھا جائے کہ ہم نے کچھ نہیں کیا اور نہ اپنے علم پر کوئی غرور کیا جائے اور نہ اپنے عمل پر کوئی ناز بلکہ اپنے تئیں فی الحقیقت جاہل سمجھیں اور کاہل سمجھیں اور خدا تعالیٰ کے آستانہ پر ہر ایک وقت روح گری رہے اور دعاؤں کے ساتھ اس کے فیض کو اپنی طرف کھینچا جائے اور اس شخص کی طرح ہو جائیں کہ جو سخت پیاسا ہو اور بے دست و پا بھی ہے اور اس کے سامنے ایک چشمہ نمودار ہوا ہے نہایت صافی اور شیریں۔“ یعنی پانی کا چشمہ پھوٹ پڑے ” پس اس نے افتاں وخیزاں بہرحال اپنے تئیں اس چشمہ تک پہنچا دیا“ گرتے پڑتے وہاں پہنچ گیا ”اور اپنے لبوں کو اس چشمہ پر رکھ دیا اور علیحدہ نہ ہوا جب تک سیراب نہ ہوا۔“ جب تک کہ پانی پی کے اپنی پیاس نہ بجھالی۔

(لیکچر لاہور، روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 154)

پس شرک سے بچے رہنے کا یہ وہ معیار ہے کہ کسی بھی حالت میں نہ ظاہری بتوں کی پوجا کرنی ہے وہ تو خیر مسلمان کرتے نہیں لیکن قبروں کو پوجنے کا یہ رواج بھی تو بہرحال مسلمانوں میں ہے اور یہ بھی ظاہری شرک ہے لیکن اپنے اسباب پر، اپنے افسروں پر، اپنے وسائل اور ذرائع پر اور اپنی عقل پر بھی بھروسہ نہیں کرنا۔ یہ تو بہت عام ہے۔ انسان کو جو بھی انعام ملتا ہے یا اس پر جو بھی فضل ہوتا ہے اس کو اللہ تعالیٰ ہی کی طرف منسوب کرنا ہے۔ جب یہ حالت ہوگی تو وہ حقیقی موحد ہونے کی حالت ہے اور شرک سے بچے رہنے کی حالت ہے۔

آپؑ نے ایک جگہ فرمایا کہ نیک عمل کی مثال ایک پرند کی طرح ہے۔ اسے صدق اور اخلاص کے قفس میں رکھو گے۔ سچائی اور اخلاص کے پنجرے میں پرندے کو بند رکھو گے، قید رکھو گے تو وہ رہے گا ورنہ پرواز کر جائے گا۔ اسی طرح اپنے نیک عمل کو بھی رکھو۔ اپنے اعمال کو بھی تمہیں قید رکھنا پڑے گا اور یہ خدا کے فضل کے بغیر حاصل نہیں ہو سکتا۔ آپؑ ایک جگہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ فَمَنۡ کَانَ یَرۡجُوۡا لِقَآءَ رَبِّہٖ فَلۡیَعۡمَلۡ عَمَلًا صَالِحًا وَّلَا یُشۡرِکۡ بِعِبَادَۃِ رَبِّہٖۤ اَحَدًا۔ (الکہف:111) فرمایا کہ فَلۡیَعۡمَلۡ عَمَلًا صَالِحًا۔ عمل صالح سے یہاں یہ مراد ہے کہ اس میں کسی قسم کی بدی کی آمیزش نہ ہو۔ صلاحیت ہی صلاحیت ہو۔ نہ عُجب ہو، نہ کبر ہو، نہ نخوت ہو، نہ تکبر ہو، نہ نفسانی اغراض کا کوئی حصہ ہو، نہ رُو بخلق ہو یعنی لوگوں کی طرف توجہ نہ ہو، ان پر انحصار نہ ہو حتّٰی کہ آپؑ نے فرمایا کہ اگر ایک شخص اللہ تعالیٰ سے محبت کرنے والا ہے اور شرک سے بالکل پرہیز کرنے والا ہے تو وہ دوزخ اور بہشت کی خواہش بھی نہیں رکھتا۔ صرف خدا کی محبت سے وہ عمل صادر ہوتا ہے۔ جب تک دوسری قسم کی غرض کو دخل ہے تب تک ٹھوکر کھائے گا۔ اگر اللہ کی محبت کے علاوہ کوئی اَور غرض ہے تو پھر انسان شرک سے نہیں بچ سکتا، کامل موحد نہیں بن سکتا، عمل صالح نہیں کر سکتا۔ فرمایا ٹھوکر کھائے گا اور اس کا نام شرک ہے کیونکہ وہ دوستی اور محبت کس کام کی جس کی بنیاد صرف ایک پیالہ چائے یا دوسری خالی محبوبات تک ہی ہے۔ ایسا انسان جس دن اس میں فرق آتا دیکھے گا اس دن قطع تعلق کر دے گا یعنی جب تک انسان کو دنیاوی فائدے پہنچتے رہتے ہیں اس وقت تک وہ اللہ تعالیٰ کی طرف جھکا رہتا ہے جب اس میں فرق آئے گا تو وہ قطع تعلق کر دے گا۔ اسی لیے شرک سے بچنے اور اللہ تعالیٰ کا کامل موحد بننے اور اس کے ساتھ مکمل تعلق پیدا کرنے کے لیے یہ ضروری ہے کہ انسان اپنے انجام بخیر کی دعائیں کرتا رہے کہ کبھی میرے اندر ایسی حالت پیدا نہ ہو کہ مَیں دنیاوی فائدے نہ ملنے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ سے دور ہو جاؤں۔ بعض لوگ لکھتے ہیں کہ ہم پہلے نمازیں بھی پڑھتے تھے دعائیں بھی کرتے تھے لیکن بعض حالات ایسے پیش آئے جن کی وجہ سے نہ ہماری نمازوں میں اتنا شغف رہا، نہ اللہ تعالیٰ کی ذات پر اتنا زیادہ یقین رہا جو ہونا چاہیے، اس لیے کہ انہوں نے اپنے دنیاوی مقاصد حاصل کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ سے تعلق رکھا تھا نہ کہ اللہ تعالیٰ کی محبت کے لیے۔

پس جب تک ہم اللہ تعالیٰ کی محبت کے لیے اللہ تعالیٰ سے تعلق پیدا نہیں کریں گے اس وقت تک شرک میں گر سکتے ہیں۔

آپؑ فرماتے ہیں کہ جو لوگ خدا سے اس لیے تعلق باندھتے ہیں کہ ہمیں مال ملے یا اولاد حاصل ہو یا ہم فلاں فلاں امور میں کامیاب ہو جائیں ان کے تعلقات عارضی ہوتے ہیں اور ایمان بھی خطرے میں ہے۔ جس دن ان کے اغراض کو کوئی صدمہ پہنچے اسی دن ایمان میں فرق آجائے گا۔ اس لیے

پکا مومن وہ ہے جو کسی سہارے پر خدا کی عبادت نہیں کرتا

(ماخوذ از ملفوظات جلد 6 صفحہ 287، ایڈیشن 2022ء)

یعنی دنیاوی فائدے کے لیے عبادت نہیں کرتا بلکہ اللہ تعالیٰ سے محبت کے لیے اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتا ہے۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کے آخر میں ہمیں جو تین سورتیں سکھائی ہیں اس میں سورہ اخلاص بھی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کو رات کو سوتے ہوئے بھی پڑھنا چاہیے۔

(مسند احمد بن حنبل جلد 5 صفحہ 896-895 مسند عقبۃ بن عامر حدیث 17467 مکتبہ عالم الکتب بیروت 1998ء)

یہ انسان کو برائیوں سے پاک کرتی ہے اور شرک سے دور کرتی ہے یعنی: قُلۡ ہُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ ۔ اَللّٰہُ الصَّمَدُ ۔ لَمۡ یَلِدۡ ۬ۙ وَلَمۡ یُوۡلَدۡ ۔ وَلَمۡ یَکُنۡ لَّہٗ کُفُوًا اَحَدٌ ۔ (الاخلاص:2 تا 5) حضرت مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ

یہ چھوٹی سی سورت ہے اور اس میں بڑی لطافت سے اور نہایت عمدگی سے ہر قسم کے شرک سے انسان کو دور کر دیا ہے اور اللہ تعالیٰ کی خوبصورتی کو منزّہ کر دیا ہے۔ پاک صاف کر کے دکھا دیا ہے۔

(ماخوذ از براہین احمدیہ حصہ چہارم، روحانی خزائن جلد 1 صفحہ 518 حاشیہ در حاشیہ نمبر 3)

پھر ایک جگہ آپؑ نے اس کی تفسیر میں فرمایا کہ ”حسن ایک ایسی چیز ہے جو بالطبع دل اس کی طرف کھینچا جاتا ہے۔“ حسن ہو، خوبصورتی نظر آئے تو دل کی اس طرف توجہ ہوتی ہے ” اور اس کے مشاہدہ سے طبعاً محبت پیدا ہوتی ہے۔ تو حسن باری تعالیٰ اس کی وحدانیت اور اس کی عظمت اور بزرگی اور صفات ہیں۔“ اللہ تعالیٰ کا حسن کیا ہے؟ اس کا ایک ہونا۔ اس کی عظمت۔ اس کی بزرگی۔ ”جیسا کہ قرآن شریف نے یہ فرمایا ہے۔ قُلۡ ہُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ

اَللّٰہُ الصَّمَدُ۔ لَمۡ یَلِدۡ ۬ۙ وَلَمۡ یُوۡلَدۡ۔ وَلَمۡ یَکُنۡ لَّہٗ کُفُوًا اَحَدٌ ۔(الاخلاص:2 تا5)یعنی خدا اپنی ذات اور صفات اور جلال میں ایک ہے۔کوئی اس کا شریک نہیں۔سب اس کے حاجت مند ہیں۔ذرّہ ذرّہ اس سے زندگی پاتا ہے۔وہ کُل چیزوں کے لئے مبدءِ فیض ہے۔ ''اسی سے فیض کے چشمے پھوٹتے ہیں۔اسی سے فیض ملتے ہیں'' اور آپ کسی سے فیضیاب نہیں۔ ''اس کو کسی سے فیضیاب ہونے کی ضرورت نہیں۔وہ تو ہر چیز کا مالک ہے۔'' وہ نہ کسی کا بیٹا ہے اور نہ کسی کا باپ اور کیوں کر ہو کہ اس کا کوئی ہم ذات نہیں۔'' آپؑ نے فرمایا کہ ''قرآن نے بار بار خدا کا کمال پیش کر کے اور اس کی عظمتیں دکھلا کے لوگوں کو توجہ دلائی ہے کہ دیکھو ایسا خدا دلوں کا مرغوب ہے نہ کہ مردہ اور کمزور اور کم رحم اور کم قدرت۔''

(اسلامی اصول کی فلاسفی، روحانی خزائن جلد 10 صفحہ 417)

پس یہ مختصر میں نے بیان کیا ہے۔آپؑ نے اس کی تفصیل میں بہت ساری جگہوں پر کھول کھول کر بیان کیا ہوا ہے کہ شرک سے مکمل طور پر اپنے آپ کو پاک کرو۔جب تم یہ کرو گے تبھی تم میری بیعت کا بھی حق ادا کرسکو گے۔تبھی تم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہؓ سے جو بیعت لی تھی اس کے مطابق اپنے آپ کو بھی اس معیار پر لے جانے کی کوشش کرسکو گے اور تبھی تم اللہ تعالیٰ کے فضلوں سے فیضیاب بھی ہوسکو گے۔آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم شرک کے خلاف اس باریکی میں تعلیم دیتے تھے کہ ایک حدیث میں آیا ہے کہ جس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فرزند حضرت ابراہیم کی وفات ہوئی تو سورج کو گرہن لگا۔لوگوں نے کہا حضرت ابراہیم کی موت کی وجہ سے گرہن لگا ہے ۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یقیناً سورج اور چاند اللہ تعالیٰ کے نشانات میں سے دو نشانات ہیں۔یہ دونوں نہیں گہناتے ان پر کسی کی موت کی وجہ سے اور نہ کسی کی زندگی کی وجہ سے گہن نہیں لگتا۔پس جب تم اسے دیکھو تو اللہ سے دعا کرو اور نماز پڑھو یہاں تک کہ وہ روشن ہو جائیں۔اس لیے آپؐ کے اس فرمان کے مطابق نماز خسوف وکسوف بھی پڑھی جاتی ہے۔یعنی آپؐ نے یہ اعلان فرمایا کہ مَیں جو شرک کے خلاف سب سے اوّل نمبر پر ہوں اور اس کے خلاف آواز اٹھانے والا ہوں اور اسی کی تعلیم لے کر آیا ہوں تم میرے بیٹے کو اس درجے پر لا رہے ہو جس میں سے شرک کی بو آتی ہو اور پھر میرے بیٹے کو شرک کا ذریعہ بنا رہے ہو۔یہ کس طرح ہوسکتا ہے۔تم یاد رکھو کہ کسی کی موت یا زندگی سورج اور چاند کے گرہن کی وجہ نہیں بنتی۔

(صحیح البخاری کتاب الکسوف باب الدعاء فی الخسوف حدیث 1060)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہمیں ایک جگہ تلقین فرماتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ''قرآن شریف نے تمہارے لئے بہت پاک احکام لکھے ہیں جن میں سے ایک یہ ہے کہ تم شرک سے بکلّی پرہیز کرو کہ مشرک سرچشمۂ نجات سے بے نصیب ہے۔''

(کشتی نوح، روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 28)

اس کو نجات نہیں مل سکتی۔

ایک جگہ آپؑ نے فرمایا کہ شرک تین قسم کے ہیں۔

اوّل یہ کہ عام طور پر بت پرستی ہو، درخت پرستی ہو۔

درخت پرستی وغیرہ کی جائے جس طرح بعض لوگ کرتے ہیں۔اب جاپان میں ہم دیکھتے ہیں یا افریقہ میں بعض اَور روایتی مذاہب میں ہے کہ انہوں نے بہت سارے پتھروں اور درختوں وغیرہ کو بھی عبادت اور شرک کا ذریعہ بنایا ہوا ہے۔وہ ان کے سامنے جا کے جھکتے ہیں اور سجدے بھی کرتے ہیں۔یہ سب سے عام اور موٹی قسم کا شرک ہے۔

دوسری قسم شرک کی یہ ہے کہ اسباب پر حد سے زیادہ بھروسہ کیا جائے

کہ فلاں کام نہ ہوتا تو مَیں ہلاک ہوجاتا یا فلاں چیز نہ ملتی تو مَیں ہلاک ہوجاتا۔اگر وہ وجہ نہ بنتی تو مَیں ہلاک ہو جاتا۔اس کی وجہ سے میرا کام ہوگیا۔یہ بھی شرک ہے۔اور

تیسری قسم شرک کی یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کے وجود کے سامنے اپنے وجود کو بھی کوئی شئے سمجھنا

کوئی سمجھنا کہ میری عقل سے۔آج کل اس روشن اور عقل کے زمانے میں کوئی موٹے شرک میں تو گرفتار نہیں ہے سوائے چند روایتی مذہبوں کے جیسا کہ میں نے کہا جس میں بھی بہت کم لوگ گرفتار ہیں۔عموماً جو پڑھے لکھے لوگ ہیں ان میں سے جو خدا کو ماننے والے ہیں یا نہیں ماننے والے ان میں سے بہت کم ایسے ہیں جو اس طرح شرک کرتے ہیں لیکن آپؑ نے فرمایا کہ مادی ترقی کے زمانے میں شرک فی الاسباب بہت بڑھ گیا ہے۔اللہ تعالیٰ کے مقابلے پر چیزوں کو لانے کا شرک بہت بڑھ گیا ہے۔انسان اسباب پر بھروسہ کرنے لگ گیا ہے۔اللہ تعالیٰ کی طرف توجہ نہیں رہی اور لوگ اسباب کی طرف دیکھتے ہیں۔اس لیے اس سے بچنے کی کوشش کرو۔

(ماخوذ از ملفوظات جلد 3 صفحہ 86، ایڈیشن 2022ء)

آپؑ نے پھر نصیحت کرتے ہوئے فرمایا کہ '' دیکھو! خدا یہ بھی نہیں چاہتا کہ اس کے ساتھ کسی کو شریک کیا جاوے۔بعض لوگ اپنے شرکاءِ نفسانی کے واسطے بہت سا حصہ رکھ لیتے ہیں اور پھر خدا کا بھی حصہ مقرر کرتے ہیں۔سو ایسے حصہ کو خدا قبول نہیں کرتا۔وہ خالص حصہ چاہتا ہے۔'' اللہ تعالیٰ تو چاہتا ہے خالص اسی کے ہو جاؤ۔ ''اس کی ذات کے ساتھ کسی کو شریک بنانے سے زیادہ اس کو غضبناک کرنے کا اَور کوئی آلہ نہیں ہے۔ایسا نہ کرو کہ کچھ تو تم میں تمہارے نفسانی شرکاء کا حصہ ہو اور کچھ خدا کے واسطے۔خدا تعالیٰ کہتا ہے کہ مَیں سب گناہ معاف کروں گا مگر شرک نہیں معاف کیا جاوے گا۔

یاد رکھو شرک یہی نہیں کہ بتوں اور پتھروں کی تراشی ہوئی مورتوں کی پوجا کی جاوے۔یہ تو ایک موٹی بات ہے۔یہ بڑے بیوقوفوں کا کام ہے۔دانا آدمی کو تو اس سے شرم آتی ہے۔شرک بڑا باریک ہے۔وہ شرک جو اکثر ہلاک کرتا ہے وہ شرک فی الاسباب ہے یعنی اسباب پر اتنا بھروسا کرنا کہ گویا وہی اس کے مطلوب و مقصود ہیں'' اور جیسا کہ مَیں نے پہلے بھی کہا آجکل یہی شرک ہے '' جو شخص دنیا کو دین پر مقدم رکھتا ہے اس کی بھی یہی وجہ ہے کہ اس کو دنیا کی چیزوں پر بھروسہ ہوتا ہے اور وہ امید ہوتی ہے جو دین و ایمان سے نہیں۔'' یہاں میں ضمناً یہ بھی ذکر کر دوں کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے بعض احمدی عورتیں بلکہ اکثر احمدی عورتیں اپنے ایمان میں بہت مضبوط ہیں لیکن بعض اس بہانے سے اس معاشرے میں آکر پردہ اتار دیتی ہیں کہ اس میں دنیا کا خوف ہے یا نوکری کا خوف ہے۔ایسی عورتیں یا لڑکیاں مخفی شرک میں مبتلا ہیں بلکہ ظاہری شرک میں مبتلا ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ تو فرماتا ہے کہ مَیں تمہیں ایسے ذرائع سے رزق مہیا کروں گا جہاں تم سوچ بھی نہیں سکتے۔آپؑ نے فرمایا یہ لوگ '' نقد فائدہ کو پسند کرتے ہیں'' اور بعض دفعہ بعض خاوند یا مرد اپنی بیویوں اور عورتوں کو کہتے ہیں کہ پردے اتارو۔وہ بھی اسی ڈر اور خوف سے کہ دنیا والے کیا کہیں گے، دنیا میں ہمارا گزارا کس طرح ہوگا، ہم کس طرح ترقی کریں گے، کس طرح اپنے آپ کو اس دنیا میں انٹیگریٹ (integrate) کر سکتے ہیں، شامل کر سکتے ہیں، ملا جلا سکتے ہیں۔تو یہ سب لوگ شرک کرنے والے ہیں اور مردوں کا بھی اس میں ساتھ ہے صرف عورتوں کا نہیں۔بہر حال آپؑ نے فرمایا کہ یہ لوگ نقد فائدے کو پسند کرتے ہیں ''اور آخرت سے محروم۔جب وہ اسباب پر ہی اپنی ساری کامیابیوں کا مدار خیال کرتا ہے تو خدا تعالیٰ کے وجود کو تو اس وقت وہ لغو محض اور بے فائدہ جانتا ہے اور تم ایسا نہ کرو۔تم توکّل اختیار کرو۔'' تو پھر تمہیں بہت کچھ ملے گا۔

(ملفوظات جلد 4 صفحہ 288، ایڈیشن 2022ء)

پھر یہ بھی ایک اہم بات آپؑ نے فرمائی کہ '' لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ یہ توحید کا کلمہ ہے اس کے معنے ہیں کہ خدا کے سوا کوئی بھی عبادت اور سچی فرماں برداری کے لائق نہیں ہے۔خدا اگر توحید کے پھیلانے میں کسی دوسرے کا محتاج ہوتا یا کسی اَور کو اس کام میں اپنا شریک بناتا تو بھی شرک لازم آتا تھا۔ مُحَمَّدٌ رَّسُوۡلُ اللّٰہِ'' صلی اللہ علیہ وسلم '' کا جملہ کلمہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کے ساتھ شامل کرنے میں سِر یہی ہے'' یہی راز ہے ''کہ تا توحید کا سبق کامل ہو اور دنیا کو معلوم ہو کہ جو کچھ آتا ہے درحقیقت اسی خدا کی طرف سے آتا ہے۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان ہدایات کو خدا سے پا کر مخلوق کو پہنچانے والے ہیں اور کہ جو کچھ ادھر سے آتا ہے وہ اسی راہ سے آتا ہے۔''

جیسا کہ بیان ہوا ہے۔'' شرک صرف پتھروں کے پوجنے ہی کا نام نہیں ہے بلکہ شرک کی ایک قسم یہ بھی لکھی ہے کہ انسان خدا کو چھوڑ کر صرف اسباب ہی پر تکیہ کر لے'' اور یہ خطرناک شرک ہے۔

(ملفوظات جلد 10 صفحہ 352، ایڈیشن 2022ء)

پس اس شرک سے بھی ہمیشہ بچنا چاہیے۔اس لیے

ہمیں ہمیشہ یہ کوشش کرنی چاہیے کہ ہر کام کرتے ہوئے اور ہر لفظ بولتے ہوئے ہمیں یہ خیال رہے کہ کہیں یہ لفظ ہمیں خدا تعالیٰ سے دور لے جانے والا اور شیطان کے قریب لے جانے والا نہ ہو۔پس اس بات کا ہمیشہ خیال رکھنا چاہیے۔جب ہم یہ کریں گے تو تب ہی ہم اپنے عہدِ بیعت کو بھی پورا کرنے والے ہوں گے اور تبھی ہم حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے آنے کے مقصد کو بھی پورا کرنے والے ہوں گے کیونکہ آپؑ کا بنیادی مقصد یہی تھا کہ دنیا میں خدا تعالیٰ کی توحید کو قائم کیا جائے اور شرک کا خاتمہ کیا جائے۔اللہ تعالیٰ کا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے تو وعدہ ہے کہ وہ آپؑ کو فتوحات دے گا اور انشاء اللہ تعالیٰ ضرور دے گا۔لیکن اگر ہم نے اس کا حصہ بننا ہے تو ہمیں بھی چاہیے کہ ہم بھی خالص ہو کر اللہ تعالیٰ کی توحید کا اعلان کرنے والے بنیں اور اس پر عمل کرنے والے بنیں اور اپنی عبادتوں کی بھی حفاظت کرنے والے ہوں اور اپنی ظاہری حالت کو بھی اسی طرح ڈھالنے والے ہوں کہ اس سے ہلکا سا بھی شرک کا شائبہ تک نظر نہ آئے۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہمیں ایک جگہ بڑی اچھی نصیحت فرمائی ہے۔آپؓ نے فرمایا کہ

'' پس اے احمدی قوم! خدا ہمارا رشتہ دار نہیں۔''

اے احمدی قوم! خدا ہمارا رشتہ دار نہیں ہے۔

''شرک سے پرہیز کرو اور عبادت کرو تا کہ خدا تمہارا نگہبان ہو جائے۔دیکھو کہ خدا نے نوح علیہ السلام کے بیٹے تک کی پرواہ نہیں کی۔پس اس بات سے خوش ہونا کہ احمدی ہیں نادانی ہے بلکہ ایسے کام کرو کہ احمدی ہونے کے لائق ثابت ہو

اور اسی طرح لوطؑ کی بستی کا حال دیکھ لو کہ کس طرح ہو گئی کہ کفر کرتی تھی اور حضرت لوطؑ جو شکر کرنے والے بندے تھے بچ گئے۔یہاں حضرت لوطؑ کی بیوی سے بھی ویسا ہی واقعہ پیش آیا کیوں کہ وہ کافروں سے تعلق رکھتی تھی۔پھر ہے کہ وَاِذۡ قَالَ لُقۡمٰنُ لِابۡنِہٖ وَہُوَ یَعِظُہٗ یٰبُنَیَّ لَا تُشۡرِکۡ بِاللّٰہِ ؕؔ اِنَّ الشِّرۡکَ لَظُلۡمٌ عَظِیۡمٌ ۔(لقمان:14)اور جب کہا لقمان نے اپنے بیٹے کو جب کہ وہ اس کو نصیحت کرتا تھا کہ اے لڑکے اللہ سے شرک نہ کر۔ کیوں کہ شرک

ایک بڑا ظلم ہے۔ اس جگہ خدا تعالیٰ لقمان کا کلام بتاتا ہے کہ وہ حکمت والا انسان یہ بات کہتا ہے اور پھر اپنے لڑکے کو کہ جس کو اس نے اچھی بات ہی کہنی تھی اور پھر معمولی طور سے نہیں کہا بلکہ وہ اس وقت اس کو نصیحت کرتا تھا تا کہ اس کی آئندہ زندگی ٹھیک ہو کہ اے بیٹے! خدا سے شرک نہ کر کیونکہ شرک جو ہے وہ ایک بڑا ظلم ہے۔ ایک ایسا خدا جو کہ ہم پر ہر طرح سے احسان کرتا ہے اور ہمارے نفع اور ضرر پر بھی قادر ہے اس کے ساتھ ہم اوروں کو برابر ٹھہرائیں ، کتنا ظلم ہے۔ اب یہاں خیال رکھنا چاہئے کہ شرک سے مراد یہ نہیں کہ صرف لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کہہ دیا اور پاک ہو گئے بلکہ حضرت لقمان فرماتے ہیں کہ کُل شرک جلی اور خفی سے اپنے آپ کو بچا۔‘‘ (چشمۂ توحید، انوار العلوم جلد 1 صفحہ 12-13) یعنی ظاہری شرک سے بھی اور چھپے ہوئے شرک سے بھی اپنے آپ کو بچاؤ۔ مسلمانوں کی یہ بھی بڑی بدقسمتی ہے کہ یہ کلمہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کو پڑھتے ہیں کہ خدا کے سوا کوئی معبود نہیں، کوئی چیز قابل پرستش نہیں ہے نہ ہو سکتی ہے، کسی چیز میں بھی خدا تعالیٰ کی صفات نہیں آسکتیں اور وہ قادر مطلق بھی ہے لیکن اس کے باوجود دیکھ لیں کہ مسلمانوں میں بعض قسم کے شرک ہیں جیسا کہ قبروں پر جاتے ہیں، پوجتے ہیں، ان کے آگے سجدے کرتے ہیں۔ ایک بہت سارا طبقہ ایسا ہے۔ پاکستان اور ہندوستان اور دوسرے ملکوں میں بعض ان کے آگے جھکتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ بزرگوں سے دعا کرنے سے، ان کے آگے سجدہ کرنے سے ہماری حاجتیں پوری ہو جائیں گی۔ تو ایک طرف لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کہتے ہیں اور دوسری طرف شرک کرتے ہیں۔ اسی لیے

اس زمانے میں اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مبعوث فرمایا تھا تا کہ آپؑ شرک کے خلاف ایک جہاد کریں اور اپنی ایک ایسی پاک جماعت قائم کریں جو شرک سے بکلّی اجتناب کرنے والی ہو

اور بعض دفعہ بڑے بڑے علماء اور مولوی بھی یہ شرک کرتے جاتے ہیں میں نے پہلے بھی کہا۔ پس

ہمارا یہ کام ہے کہ ہر قسم کے شرک سے بچیں۔

اپنی تقریروں میں غیر احمدیوں کے بعض مولوی تو بتا بھی دیتے ہیں کہ فلاں بزرگ کی یہ کرامت تھی، فلاں کی یہ کرامت تھی اور اسے شرک تک پہنچا دیتے ہیں۔

ہم شرک ظاہری تو نہیں کرتے لیکن شرک خفی سے بھی اجتناب کریں۔ یہ بعض دفعہ غیر محسوس طریقے سے اندر داخل ہو جاتا ہے تبھی ہم حق بیعت ادا کر سکیں گے اور تبھی ہم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دست و بازو بن سکتے ہیں۔

(باقی آئندہ) (بحوالہ روزنامہ الفضل انٹرنیشنل 22/ستمبر 2026)

***

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا جلسہ سالانہ امریکہ ۲۰۲۶ء کے موقع پر بصیرت افروز پیغام (اردو مفہوم)

پیارے احبابِ جماعت احمدیہ امریکہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مجھے اس بات کی بہت خوشی ہے کہ آپ اپنا جلسہ سالانہ مورخہ ۳، ۴ اور ۵ جولائی ۲۰۲۶ء کو منعقد کر رہے ہیں۔ میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کے جلسہ کو عظیم الشان کامیابی سے نوازے اور اس منفرد اجتماع میں شامل ہونے والے تمام احباب بے شمار روحانی فوائد اور برکات حاصل کرنے والے ہوں۔

آپ کو یہ بات پیش نظر رکھنی چاہئے کہ جلسے میں شمولیت کا اصل مقصد یہ ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کریں۔ دینی علم اور معرفت میں ترقی کریں۔ اپنی زندگیوں میں پاک تبدیلیاں پیدا کریں اور انہیں اپنی ذات کا حصہ بنائیں۔ اس عارضی دنیا کی خواہشات اور لغویات سے اپنے آپ کو بچائیں۔ تمام انسانوں کے ساتھ محبت، شفقت اور اخوت کے تعلق کو بڑھائیں۔ اپنی تمام تر استعدادوں اور صلاحیتوں کے ساتھ ان پاکیزہ مقاصد کے حصول کی کوشش کریں اور ساتھ یہ عہد بھی کریں کہ ہم اسلام کا پیغام دنیا بھر میں پھیلائیں گے۔

اس ضمن میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں: ’’اس جلسہ کے اغراض میں سے بڑی غرض تو یہ ہے کہ تا ہر ایک مخلص کو بالمواجہ دینی فائدہ اٹھانے کا موقع ملے اور ان کے معلومات وسیع ہوں اور خدا تعالیٰ کے فضل و توفیق سے ان کی معرفت ترقی پذیر ہو۔ پھر اس کے ضمن میں یہ بھی فوائد ہیں کہ اس ملاقات سے تمام بھائیوں کا تعارف بڑھے گا اور اس جماعت کے تعلقات اخوت استحکام پذیر ہوں گے…‘‘ (اشتہار ۷/دسمبر ۱۸۹۲ء، مجموعہ اشتہارات جلد ۱ صفحہ ۳۶۰، ایڈیشن ۲۰۱۹ء)

یہ جلسہ آپ کے تقویٰ کے معیار کو بلند کرنے کا موجب بننا چاہیے، یعنی آپ کے دلوں میں حقیقی خوفِ خدا پیدا ہو۔ درحقیقت آپ کا واحد مقصد اپنے خالق، اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنا ہونا چاہیے۔ اگر ایسا نہیں تو جلسہ میں آنا بے مقصد اور بے فائدہ ہو گا۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہمیں یہ ذمہ داری سونپی ہے کہ ہم اسلام کی صداقت اور اس کے پُرامن پیغام کو تمام دنیا میں پھیلائیں۔ افسوس کہ تبلیغ کی طرف وہ توجہ نہیں دی گئی جو دی جانی چاہیے تھی اور آپ نے اپنے ملک کے لوگوں تک اسلام اور احمدیت کا تعارف اس حد تک نہیں پہنچایا جس حد تک اب تک پہنچ جانا چاہیے تھا۔ اگر ہر احمدی اپنی ذمہ داریوں کو سنجیدگی سے لے اور تبلیغ کی ذمہ داری کی اہمیت کو سمجھے تو جماعت کا پیغام ملکی آبادی کے ایک بہت بڑے حصہ تک پہنچایا جا سکتا ہے اور اسلام کی حقیقی تصویر، نیز اس کے امن، خیر خواہی اور اعلیٰ عقائد و تعلیمات سب کے سامنے پیش کیے جا سکتے ہیں تا کہ وہ انہیں دیکھیں اور ان کی قدر کریں۔

پس لوگ قبول کریں یا نہ کریں، ہمیں اپنے اس عزم میں کبھی کمزوری نہیں دکھانی چاہیے کہ اسلام کا حقیقی پیغام دنیا کے ہر ملک کے ہر فرد تک پہنچے۔ یہی وہ عظیم کام ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہمارے سپرد فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اس نیک کام میں ہر لحاظ سے کامیابی عطا فرمائے۔

مزید برآں، اس زمانہ میں اللہ تعالیٰ نے ہمیں خلافت احمدیہ کی نعمت سے نوازا ہے۔ پس ہر احمدی کو اس بات پر پوری توجہ اور عزم کے ساتھ قائم رہنا چاہیے کہ وہ خلافت کا جانثار، وفادار اور اطاعت گزار رہے اور خلیفۂ وقت کے ساتھ اپنے محبت و اخلاص کے تعلق کو مسلسل بڑھاتا چلا جائے۔ اس ضمن میں، میں آپ کو دسویں شرطِ بیعت کی طرف توجہ دلاتا ہوں، جس میں فرمایا گیا ہے: ’’یہ کہ اس عاجز سے عقد اخوت محض للہ باقرار طاعت در معروف باندھ کر اس پر تا وقت مرگ قائم رہے گا اور اس عقد اخوت میں ایسا اعلیٰ درجہ کا ہو گا کہ اس کی نظیر دنیوی رشتوں اور تعلقوں اور تمام خادمانہ حالتوں میں پائی نہ جاتی ہو۔‘‘

پس یاد رکھیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ وابستگی کا جو عہد ہم نے کیا ہے، وہی عہد اسی اخلاص، وفاداری اور وابستگی کے ساتھ خلیفۂ وقت سے ہمارے تعلق میں بھی جاری رہنا چاہیے۔ یاد رکھیں کہ کامل اطاعت اور فدائیت کا یہ عہد جو ہر دنیاوی رشتے اور تعلق سے بڑھ کر ہے اور جس کا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی جماعت کے افراد سے تقاضا فرمایا، خلافت کے ساتھ ہماری وابستگی کے بارے میں بھی اسی طرح اور اسی صورت میں جاری ہے۔ اس لیے کہ خلافت احمدیہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی روحانی جانشین ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ خلافت سے ہماری وفاداری ہی نظام جماعت کی منفرد اور امتیازی خصوصیت ہے اور اس کی خوبصورتی یہ ہے کہ یہ جماعت کے افراد کو کامل وحدت میں پرو دیتی ہے۔ یہی دراصل ہماری مسلسل ترقی کی کنجی ہے اور یہی وہ ذریعہ ہے جس سے ہم اپنی جماعت کی دائمی کامیابیوں کا مشاہدہ کرتے رہیں گے۔

علاوہ ازیں، میں آپ سب کو نصیحت کرتا ہوں کہ اپنے درمیان محبت، ہم آہنگی اور اخوت کی فضا پیدا کریں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں: ’’آپس میں اخوت اور محبت کو پیدا کرو اور درندگی اور اختلاف کو چھوڑ دو۔ ہر ایک قسم کے ہزل اور تمسخر سے مطلقاً کنارہ کش ہو جاؤ کیونکہ تمسخر انسان کے دل کو صداقت سے دور کر کے کہیں کا کہیں پہنچا دیتا ہے۔ آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ عزت سے پیش آؤ۔ ہر ایک اپنے آرام پر اپنے بھائی کے آرام کو ترجیح دیوے۔ اللہ تعالیٰ سے ایک سچی صلح پیدا کر لو اور اس کی اطاعت میں واپس آجاؤ… ہر ایک آپس کے جھگڑے اور جوش اور عداوت کو درمیان میں سے اٹھا دو کہ اب وہ وقت ہے کہ تم ادنیٰ باتوں سے اعراض کر کے اہم اور عظیم الشان کاموں میں مصروف ہو جاؤ۔‘‘ (ملفوظات، جلد اوّل، صفحات ۲۶۶ تا ۲۶۸)

آخر پر میں آپ سب سے کہتا ہوں کہ اب وقت ہے کہ آپ آگے بڑھیں اور کامل عزم اور پختہ ارادہ کے ساتھ یہ عہد کریں کہ آپ ہمیشہ وہ تمام پاک تبدیلیاں پیدا کرنے کی کوشش کریں گے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ کیے گئے اپنے عہدِ بیعت کی شرائط کو پورا کرنے کے لیے ضروری ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس قابل بنائے کہ ہم آپ علیہ السلام کی بیعت کی ہر شرط پر مضبوطی سے قائم رہیں۔ اگر ہم ایسا کریں گے تو ان شاء اللہ ہم دوسروں تک اسلام پہنچانے کا ذریعہ بنیں گے اور اپنے ہم وطنوں اور دنیا بھر کے لوگوں کو حقیقی اسلام کے سایہ تلے لانے والے ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو ان نصائح پر بہترین رنگ میں عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور آپ کی مخلصانہ کوششوں میں برکت ڈالے۔ اللہ تعالیٰ آپ سب پر اپنا فضل فرمائے۔

(بشکریہ الفضل 10/ستمبر 2026)

***

خطبہ جمعہ

"آپؐ کی کمال شجاعت کو دیکھو کہ دشمن سر پر ہے اور آپؐ اپنے رفیقِ صادق صدیقؓ کو فرماتے ہیں۔ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰہَ مَعَنَا۔ یہ الفاظ بڑی صفائی کے ساتھ ظاہر کرتے ہیں کہ آپؐ نے زبان ہی سے فرمایا کیونکہ یہ آواز کو چاہتے ہیں۔ اشارہ سے کام نہیں چلتا۔ باہر دشمن مشورہ کر رہے ہیں اور اندر غار میں خادم و مخدوم بھی باتوں میں لگے ہوئے ہیں۔ اس امر کی پروا نہیں کی گئی کہ دشمن آواز سن لیں گے۔ یہ اللہ تعالیٰ پر کمال ایمان اور معرفت کا ثبوت ہے۔ خدا تعالیٰ کے وعدوں پر پورا بھروسہ ہے" (حضرت مسیح موعودؑ)

"محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے توکّل نے آپؐ کے ساتھی پر بھی ایسا اثر ڈالا کہ اس کی زبان سے بھی یہ الفاظ نہ نکلے کہ ہم پکڑے گئے بلکہ اس نے کہا تو صرف یہ کہ دشمن اتنا قریب آچکا ہے کہ اگر وہ ہمیں دیکھنا چاہے تو دیکھ سکتا ہے۔ مگر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس واہمہ کو بھی برداشت نہ کیا اور فرمایا کہ ایسا خیال بھی مت کرو ہم اس وقت دو نہیں بلکہ ہمارے ساتھ ایک اَور بھی ہستی ہے اور وہ ہمارا خدا ہے" (حضرت مصلح موعودؓ)

"رسول کریمؐ کو خدا تعالیٰ پر ایسا توکّل تھا کہ ہر مصیبت اور مشکل کے وقت اسی پر نظر رکھتے اور اس کے سوا ہر شیئے سے توجہ ہٹا لیتے" (حضرت مصلح موعودؓ)

"اسباب کے مہیا کرنے کے بعد آپؐ بکلّی خدا تعالیٰ پر توکّل کرتے اور گو اسباب مہیا کرتے لیکن ان پر بھروسہ اور توکّل کبھی نہ کرتے تھے اور صرف خدا ہی کے فضل کے امیدوار رہتے" (حضرت مصلح موعودؓ)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اللہ تعالیٰ پر کامل یقین اور توکّل ہر روز ایک نئی شان سے ظاہر ہوتا تھا

آپؐ فرماتے ہیں اگر یہ سورج کو اس کی جگہ سے ہلا دیں اور میرے پاس لا کر کھڑا کر دیں۔ اگر یہ چاند کو اس کی جگہ سے ہلا دیں اور میرے پاس لا کر کھڑا کر دیں تب بھی خدا تعالیٰ کی ذات پر مجھے ایسا یقین اور وثوق ہے کہ مَیں ان چیزوں کو شعبدہ بازی سمجھوں گا اور مَیں ان کی بُت پرستی پر ہمیشہ اعتراض کروں گا اور اپنے کام سے کبھی باز نہیں آؤں گا۔ یہ اللہ تعالیٰ کی ذات پر یقین اور کامل توکّل کا وہ مقام ہے جو کہیں نظر نہیں آتا

"اے چچا یہ دشنام دہی نہیں ہے بلکہ اظہارِ واقعہ اور نفس الامر کا عین محل پر بیان ہے اور یہی تو کام ہے جس کے لئے مَیں بھیجا گیا ہوں۔ اگر اس سے مجھے مرنا در پیش ہے تو مَیں بخوشی اپنے لئے اس موت کو قبول کرتا ہوں۔ میری زندگی اسی راہ میں وقف ہے۔ مَیں موت کے ڈر سے اظہارِ حق سے رک نہیں سکتا۔ اور اے چچا! اگر تجھے اپنی کمزوری اور اپنی تکلیف کا خیال ہے تو تُو مجھے پناہ میں رکھنے سے دستبردار ہو جا۔ بخدا مجھے تیری کچھ بھی حاجت نہیں۔ مَیں احکامِ الٰہی کے پہنچانے سے کبھی نہیں رکوں گا۔ مجھے اپنے مولیٰ کے احکام جان سے زیادہ عزیز ہیں۔ بخدا اگر مَیں اس راہ میں مارا جاؤں تو چاہتا ہوں کہ پھر بار بار زندہ ہو کر ہمیشہ اسی راہ میں مرتا رہوں۔ یہ خوف کی جگہ نہیں بلکہ مجھے اس میں بے انتہاء لذّت ہے کہ اس کی راہ میں دکھ اٹھاؤں" (از تحریرات حضرت مسیح موعودؑ)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کس شانِ توکّل سے جواب دیا کہ اے زید! تم دیکھو گے کہ اللہ تعالیٰ ضرور کوئی راہ نکال دے گا۔ اور اللہ تعالیٰ اپنے دین کا مددگار ہے۔ وہ اپنے نبی کو غالب کر کے رہے گا

توکّل علی اللہ کے حوالے سے سیرت النبی ﷺ کا ایمان افروز تذکرہ

خطبہ جمعہ سیّدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 11/ستمبر 2026ء بمطابق 11/تبوک 1405 ہجری شمسی بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد، ٹلفورڈ (سرے)، یوکے

(خطاب ہذا کا یہ متن ادارہ بدر، ادارہ الفضل لندن کے شکریہ کے ساتھ شائع کر رہا ہے)

اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ۔

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ۔ بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ﴿۱﴾

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ ﴿۲﴾ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ﴿۳﴾ مٰلِکِ یَوۡمِ الدِّیۡنِ ﴿۴﴾ اِیَّاکَ نَعۡبُدُ وَاِیَّاکَ نَسۡتَعِیۡنُ ﴿۵﴾

اِہۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِیۡمَ ﴿۶﴾ صِرَاطَ الَّذِیۡنَ اَنۡعَمۡتَ عَلَیۡہِمۡ ۬ۙ غَیۡرِ الۡمَغۡضُوۡبِ عَلَیۡہِمۡ وَلَا الضَّآلِّیۡنَ ﴿۷﴾

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے توکّل علی اللہ

کے حوالے سے گذشتہ جمعہ کو بیان کیا تھا۔ آج بھی یہی مضمون ہے۔

مومنوں کو توکّل کی نصیحت

کرتے ہوئے آپؐ فرماتے ہیں جس کی روایت حضرت ابو درداءؓ نے کی ہے۔ آپؐ نے فرمایا کہ

جس نے صبح اور شام سات مرتبہ یہ کہا: حَسْبِیَ اللّٰہُ لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ۔ عَلَیْہِ تَوَکَّلْتُ وَھُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ۔ کہ اللہ میرے لیے کافی ہے۔ نہیں کوئی قابلِ عبادت مگر وہی۔ اس پر میں نے توکّل کیا اور وہ عرشِ عظیم کا ربّ ہے۔ تو اللہ اس کے لیے کافی ہے

اس چیز کے لیے جو اس شخص کو فکر مند کرتی ہے خواہ وہ اس میں سچا ہو یا جھوٹا ہو۔

(سنن ابوداؤد کتاب الادب ابواب النوم باب ما یقول اذا اصبح حدیث 5081)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے لیے توکّل کے حوالے سے کس طرح دعا مانگا کرتے تھے۔

اس بارے میں ایک روایت میں آتا ہے۔حضرت جابر بن عبد اللہؓ سے روایت ہے کہ جب آپؐ رکوع میں جاتے تو یہ دعا کرتے تھے کہ اَللّٰھُمَّ لَکَ رَکَعْتُ وَبِکَ اٰمَنْتُ وَلَکَ اَسْلَمْتُ وَعَلَیْکَ تَوَکَّلْتُ اَنْتَ رَبِّیْ خَشَعَ سَمْعِیْ وَبَصَرِیْ وَدَمِیْ وَلَحْمِیْ وَعَظْمِیْ وَعَصَبِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ۔کہ اے اللہ! مَیں نے تیرے لیے رکوع کیا اور تجھ پر ایمان لایا اور مَیں نے اپنے آپ کو تیرے سپرد کیا اور تجھ پر توکّل کیا۔تُو ہی میرا ربّ ہے۔میری سماعت اور بصارت اور خون اور گوشت اور ہڈیاں اور اعصاب اللہ تعالیٰ کے لیے جھک گئے ہیں جو تمام جہانوں کا ربّ ہے۔

(سنن النسائی کتاب التطبیق باب نوع آخر، حدیث 1051)

پھر ایک روایت میں حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب کبھی مجھے کوئی پریشانی ہوتی تو جبرئیلؑ میرے پاس میرے سامنے ظاہر ہوتا اور کہتا اے محمدؐ! آپ کہیں: تَوَکَّلْتُ عَلَی الْحَیِّ الَّذِیْ لَا یَمُوْتُ۔وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ لَمْ یَتَّخِذْ وَلَدًا وَلَمْ یَکُنْ لَّہٗ شَرِیْکٌ فِی الْمُلْکِ وَلَمْ یَکُنْ لَّہٗ وَلِیٌّ مِّنَ الذُّلِّ وَکَبِّرْہُ تَکْبِیْرًا۔کہ میں نے اس زندہ ہستی پر توکّل کیا جو کبھی نہیں مرے گی۔تمام تعریف اللہ ہی کے لیے ہے جس نے کبھی کوئی بیٹا اختیار نہیں کیا اور جس کی بادشاہت میں کبھی کوئی شریک نہیں ہوا اور کبھی اسے ایسے ساتھی کی ضرورت نہیں پڑی جو گویا کمزوری کی حالت میں اس کا مددگار بنتا اور تُو بڑے زور سے اس کی بڑائی بیان کیا کر۔

(المستدرک علی الصحیحین کتاب الدعاء و التکبیر و التهلیل و التسبیح و الذکر حدیث نمبر 1876۔جلد1۔صفحہ 689 دار الکتب العلمیۃ بیروت)

طاؤس سے مروی ہے۔انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے سنا۔انہوں نے کہا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب رات کو تہجد پڑھنے کے لیے اٹھتے تو فرماتے تھے۔

[اَللّٰھُمَّ لَکَ الْحَمْدُ اَنْتَ قَیِّمُ السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضِ وَمَنْ فِیْھِنَّ، وَلَکَ الْحَمْدُ لَکَ مُلْکُ السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضِ وَمَنْ فِیْھِنَّ، وَلَکَ الْحَمْدُ اَنْتَ نُوْرُ السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضِ وَمَنْ فِیْھِنَّ وَلَکَ الْحَمْدُ اَنْتَ مَلِکُ السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضِ، وَلَکَ الْحَمْدُ اَنْتَ الْحَقُّ وَوَعْدُکَ الْحَقُّ، وَلِقَاؤُکَ حَقٌّ، وَقَوْلُکَ حَقٌّ، وَالْجَنَّۃُ حَقٌّ، وَالنَّارُ حَقٌّ، وَالنَّبِیُّوْنَ حَقٌّ، وَمُحَمَّدٌ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حَقٌّ، وَالسَّاعَۃُ حَقٌّ، اَللّٰھُمَّ لَکَ اَسْلَمْتُ وَبِکَ آمَنْتُ، وَعَلَیْکَ تَوَکَّلْتُ، وَاِلَیْکَ اَنَبْتُ، وَبِکَ خَاصَمْتُ، وَاِلَیْکَ حَاکَمْتُ، فَاغْفِرْ لِیْ مَا قَدَّمْتُ وَمَا اَخَّرْتُ، وَمَا اَسْرَرْتُ وَمَا اَعْلَنْتُ، اَنْتَ الْمُقَدِّمُ، وَاَنْتَ الْمُؤَخِّرُ، لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ]

لمبی دعا ہے۔اس کا ترجمہ یوں ہے کہ اے اللہ! سب خوبیاں تیرے لیے ہیں۔تُو آسمان اور زمین کا قائم رکھنے والا ہے اور ان کا بھی جو ان میں موجود ہیں۔اور سب خوبیاں تیرے ہی لیے ہیں۔تیرے لیے آسمانوں اور زمین کی بادشاہت ہے اور جو کچھ ان میں ہے اس کی بھی۔اور تمام خوبیاں تیرے ہی لیے ہیں۔تُو آسمانوں کا نور ہے اور زمین کا نور ہے اور جو کچھ ان میں ہے ان کا بھی۔اور سب خوبیاں تیرے ہی لیے ہیں۔تُو آسمانوں کا بادشاہ ہے اور زمین کا اور ان کا بھی جو اُن میں موجود ہیں۔اور سب خوبیاں تیرے ہی لیے ہیں۔تُو ہی برحق ہے اور تیرا وعدہ سچا ہے اور تیری ملاقات بھی ضرور ہو گی اور تیری باتیں سچی ہیں اور جنت بھی حق ہے اور دوزخ بھی حق ہے اور تمام نبی سچے ہیں اور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم بھی سچے ہیں اور قیامت کی گھڑی بھی برحق ہے۔اے اللہ! مَیں نے تیرے سامنے سرِ تسلیم خم کیا اور تجھ پر ایمان لایا ہوں اور تجھی پر مَیں نے بھروسہ کیا ہے اور تیری ہی طرف مَیں جھکا ہوں اور تیری ہی خاطر مَیں نے یہ جھگڑا اٹھایا ہے یا تیری ہی مدد سے مَیں نے مخالفوں کا مقابلہ کیا ہے اور تیرے ہی حضور فیصلہ چاہا ہے۔میری مغفرت فرما اس تقدیم و تاخیر میں جو مَیں نے کی ہے اور اس میں بھی جسے مَیں نے پوشیدہ رکھا اور جس کا مَیں نے اظہار کیا۔تُو ہی مُقَدِّم کرنے والا اور تُو ہی مُؤَخِّر کرنے والا ہے۔کوئی معبود نہیں مگر تُو ہی ہے۔یا فرماتے کہ لَا اِلٰہَ غَیْرُکَ۔ کہ تیرے سوا اَور کوئی معبود نہیں۔یہ بخاری کی روایت ہے۔

(صحیح البخاری کتاب التهجد باب التهجد باللیل حدیث 1120)

حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہا کرتے تھے کہ اے اللہ! مَیں تیری فرمانبرداری اختیار کرتا ہوں اور مَیں تجھ پر ایمان لاتا ہوں اور مَیں تجھ پر توکّل کرتا ہوں اور مَیں تیری طرف جھکتا ہوں۔تیری مدد سے ہی مَیں مقابلہ کرتا ہوں۔اے اللہ! مَیں تیری عزّت کی پناہ میں آتا ہوں اس بات سے کہ تُو مجھے گمراہ ٹھہرا دے۔تیرے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں ہے۔تُو ہی زندہ ہے جس پر کبھی موت نہیں آئے گی جبکہ جِنّ و اِنس مر جائیں گے۔

(صحیح مسلم کتاب الذکر و الدعا و التوبہ و الاستغفار باب التعوذ من شر ما عمل و من شر ما لم یعمل مترجم جلد 14 صفحہ 91 حدیث 4880 شائع کردہ نور فاؤنڈیشن)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر وقت اللہ تعالیٰ پر ہی نظر رہتی تھی۔

آپؐ کی اس صفت کے اعلیٰ معیار کا ذکر کرتے ہوئے حضرت مصلح موعودؓ نے ایک جگہ لکھا ہے بلکہ تقریر میں بیان فرمایا ہے کہ

” رسول کریمؐ کو خدا تعالیٰ پر ایسا توکّل تھا کہ ہر مصیبت اور مشکل کے وقت اسی پر نظر رکھتے اور اس کے سوا ہر شئے سے توجہ ہٹا لیتے۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ آپؐ آج کل کے صوفیاء کی طرح اسباب کے تارک نہ تھے“ یعنی جو صوفی آج کل کہتے ہیں کہ چیزوں کی ضرورت نہیں ہے۔صرف توکّل ضروری ہے۔اسباب کو استعمال کرتے تھے ”کیونکہ اسباب کا ترک گویا خدا تعالیٰ کی مخلوق کی ہتک کرنا اور اس کی پیدائش کو لغو قرار دینا ہے۔لیکن

اسباب کے مہیا کرنے کے بعد آپؐ بکلّی خدا تعالیٰ پر توکّل کرتے اور گو اسباب مہیا کرتے لیکن ان پر بھروسہ اور توکّل کبھی نہ کرتے تھے اور صرف خدا ہی کے فضل کے امیدوار رہتے“

حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ آپؐ ہر ایک گھبراہٹ کے وقت فرماتے: لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ۔لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَرَبُّ الْاَرْضِ وَرَبُّ الْعَرْشِ الْکَرِیْمِ...۔کوئی معبود نہیں سوائے اللہ کے۔وہ ربّ ہے بڑے تختِ حکومت کا۔اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔وہ آسمانوں کا ربّ ہے۔وہ زمین کا ربّ ہے۔وہ بزرگ تخت کا ربّ ہے“

(سیرۃ النبی ﷺ،انوار العلوم جلد1 صفحہ 496 - 497)

یعنی میرا بھروسہ اور توکّل اللہ تعالیٰ پر ہی ہے۔

حضرت ابن عباس سے روایت ہے حَسْبُنَا اللّٰہُ وَنِعْمَ الْوَکِیْلُ۔اللہ ہی ہمارے لیے کافی ہے اور وہ اچھا کارساز ہے۔یہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کہا تھا جس وقت وہ آگ میں ڈالے گئے۔اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے یہی کہا تھا جب لوگوں نے کہا: ان لوگوں نے تمہارے لیے بڑی تیاری کی ہے یعنی کافروں نے۔اس لیے ان سے ڈرو۔شارحین کے مطابق جو حدیثوں کی شرح کرنے والے ہیں کہ یہ غزوۂ اُحد یا حمراء الاَسَد یا غزوۂ خندق وغیرہ کے موقع پر کہا تھا۔تو اس بات نے ان کو ایمان میں اَور بڑھا دیا اور انہوں نے کہا حَسْبُنَا اللّٰہُ وَنِعْمَ الْوَکِیْلُ۔اللہ ہی ہمارے لیے کافی ہے اور وہ اچھا کارساز ہے۔بخاری میں یہ روایت آتی ہے۔

(صحیح البخاری کتاب التفسیر باب قولہ الذین قال لهم الناس ... حدیث نمبر 4563) (فتح الباری جلد 8 صفحہ 290 قدیمی کتب خانہ مقابل آرام باغ کراچی) (تفسیر القرآن العظیم لابن کثیر سورۃ آل عمران زیر آیت 174 جلد 2 صفحہ 150-149 دار الکتب العلمیۃ بیروت) (التفسیر المظہری، سورۃ الاحزاب آیت 10 جلد 5 صفحہ 487 دار الکتب العلمیۃ) (تفسیر البغوی (معالم التنزیل) جلد1 صفحہ 374 سورۃ آل عمران زیر آیت 174، ادارہ تالیفات اشرفیہ، ملتان)

مختلف مواقع پر مشرکینِ مکہ کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پیشکش کرنا یعنی مختلف قسم کی لالچ دینا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اللہ تعالیٰ پر بے مثال توکّل کرتے ہوئے جواب دینا۔

یہ کیا ہوتا تھا؟ ایسے ہی ایک موقع کا ذکر ابنِ اسحاق نے کیا ہے کہ ایک دن قریش کے سردار عُتبہ بن ربیعہ قریش کی مجلس میں بیٹھے ہوئے تھے جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اکیلے مسجدِ حرام میں تشریف فرما تھے۔عُتبہ نے کہا: اے گروہِ قریش! کیا مَیں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جا کر ان سے گفتگو نہ کروں؟ مَیں ان کے سامنے کچھ تجاویز پیش کرتا ہوں۔شاید وہ ان میں سے کوئی قبول کر لیں۔ہم ان کی خواہش پوری کر دیں اور وہ ہمارے خلاف اپنی دعوت سے باز آ جائیں۔یہ اس وقت کی بات ہے جب حضرت حمزہؓ اسلام قبول کر چکے تھے اور قریش دیکھ رہے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھی روز بروز بڑھتے جا رہے ہیں۔تو قریش نے کہا: ضرور اے ابو الولید! آپ ہی ان سے بات کیجئے۔چنانچہ عُتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا۔آپؐ کے قریب بیٹھا اور کہنے لگا: بھتیجے! تم اچھی طرح جانتے ہو کہ اپنے خاندان میں تمہارا مقام و مرتبہ بلند ہے۔تم نسب کے لحاظ سے بھی عزّت والے ہو لیکن تم اپنی قوم کے سامنے ایک ایسی بڑی بات لے آئے ہو جس نے ان کی وحدت کو پارہ پارہ کر دیا ہے۔ان کی عقلوں کو حقیر ٹھہرایا ہے۔ان کے معبودوں اور دین کو بُرا کہا ہے اور ان کے گزرے ہوئے آباؤ اجداد کو کافر قرار دیا ہے۔اب میری چند باتیں غور سے سنو۔مَیں تمہارے سامنے چند تجاویز رکھتا ہوں۔شاید تم ان میں سے کسی ایک کو قبول کر لو۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہو ابو الولید! مَیں سن رہا ہوں۔عُتبہ نے کہا کہ بھتیجے! اگر اس دعوت سے تمہارا مقصد مال حاصل کرنا ہے تو ہم اپنے مال جمع کر کے تمہیں اتنا مال دے دیں گے کہ تم ہم سب سے زیادہ مالدار ہو جاؤ گے۔اگر تم عزّت اور سرداری چاہتے ہو تو ہم تمہیں اپنا سردار بنا لیں گے۔پھر تمہارے مشورے کے بغیر کوئی فیصلہ نہیں کریں گے۔اگر تم بادشاہت چاہتے ہو تو ہم تمہیں اپنا بادشاہ تسلیم کر لیتے ہیں۔اور اگر تم پر کوئی ایسی روح یا جن غالب آ گیا ہے جسے تم اپنے اوپر سے ہٹا نہیں سکتے۔ان لوگوں میں بھی رواج تھا۔توہّم پرست تھے کہ شاید جِنّ نے قبضہ کر لیا ہے۔تو ہم بہترین طبیبوں سے تمہارا علاج کرائیں گے اور اس پر اپنا مال خرچ کریں گے یہاں تک کہ تم مکمل صحتیاب ہو جاؤ کیونکہ بعض اوقات ایسی کیفیت انسان پر غالب آ جاتی ہے جس کا علاج کرانا پڑتا ہے۔عُتبہ اپنی گفتگو مکمل کر چکا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کی بات سنتے رہے۔پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے ابو الولید! کیا تم اپنی بات مکمل کر چکے ہو؟ اس نے کہا جی ہاں۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اب میری بات سنو۔اس نے کہا: ضرور! مَیں سن رہا ہوں۔تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سورہ حٰم السجدہ کی یہ آیات پڑھیں: بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔حٰمٓ۔تَنْزِیْلٌ مِّنَ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔کِتٰبٌ فُصِّلَتْ اٰیٰتُہٗ قُرْاٰنًا عَرَبِیًّا لِّقَوْمٍ یَّعْلَمُوْنَ۔بَشِیْرًا وَّنَذِیْرًا ۚ فَاَعْرَضَ اَکْثَرُھُمْ فَھُمْ لَا یَسْمَعُوْنَ۔وَقَالُوْا قُلُوْبُنَا فِیْٓ اَکِنَّۃٍ مِّمَّا تَدْعُوْنَآ اِلَیْہِ . . . (حٰم السجدۃ:6-1) کہ مَیں اللہ کا نام لے کر جو بے حد

کرم کرنے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے (پڑھتا ہوں۔) حمید اور مجید (خدا کی صفات اس سورۃ میں بیان کی گئی ہیں)۔ یہ قرآن بے انتہا رحم کرنے والے اور بار بار کرم کرنے والے (خدا) کی طرف سے نازل ہوا ہے۔ (اور) ایسی کتاب ہے جس کی آیات خوب تفصیل کے ساتھ بیان کی گئی ہیں اور جو (کتاب) خوب پڑھی جائے گی اور (وہ ایسی زبان میں ہے جو) اپنا مطلب آپ کھول کر بیان کرتی ہے مگر (یہ کتاب) انہی کو فائدہ دیتی ہے جو (روحانی) علم رکھتے ہیں۔ (نیکوں کو) خوشخبری دینے والی اور (بدوں کو) ہوشیار کرنے والی ہے۔ پھر (بھی) ان میں سے اکثر نے اعراض کیا اور وہ اس کے سننے کو بھی تیار نہیں۔ اور کہتے ہیں جس چیز کی طرف تم ہمیں بلاتے ہو اس کے ماننے سے ہمارے دل پرُدوں میں ہیں (یعنی وہ ہمارے دلوں پر اثر نہیں کرسکتی)...۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان آیات کی تلاوت فرماتے رہے۔ عُتبہ خاموش ہو کر پوری توجہ سے سنتا رہا۔ اس نے اپنے دونوں ہاتھ پیچھے ٹیک لیے اور اس وقت انہماک سے قرآن سنتا رہا۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آیت سجدہ پر پہنچے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سجدہ فرمایا۔ پھر عُتبہ سے فرمایا: اے ابو الولید! تم نے وہ سب کچھ سن لیا جو سننا تھا۔ اب فیصلہ تمہارے ہاتھ میں ہے۔تمہاری بات مَیں نے سن لی، تم نے میری بات سن لی، اب تم فیصلہ کرو۔ مَیں نے کیا فیصلہ کرنا ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اللہ تعالیٰ پر کامل یقین اور توکّل جو تھا وہ ہر روز ایک نئی شان سے ظاہر ہوتا تھا۔

چنانچہ تاریخ بتاتی ہے کہ جب آپؐ نے عُتبہ کو یہ جواب دیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جواب دے کر اپنی اسی حالت پر قائم رہے۔ آپؐ نے اس کو کہا کہ تم بدلو اپنے آپ کو اور فیصلہ خود کرلو۔ اور آپؐ تو اللہ کے دین کی اشاعت اور اس کی طرف دعوت دیتے رہے۔ پھر وہ سب لوگ، یہ جو کفار کا گروہ تھا، مل کر ابو طالب کے پاس گئے اور ان سے کہا ہم نے آپ سے استدعا کی تھی کہ آپ اپنے بھتیجے کو روکیں لیکن آپ نے ان کو نہیں روکا۔ یا تو ہم اسے اپنے متعلق ایسی باتیں کرنے سے روک دیں گے یا پھر اس سے اور آپ سے مقابلہ کریں گے یہاں تک کہ دونوں میں سے ایک فریق ہلاک ہوجائے گا۔ قریش نے جب ابو طالب سے یہ بات کہی تو انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بلا بھیجا اور آپؐ سے کہا: اے میرے بھائی کے بیٹے! مجھ پر ایسا بار نہ ڈالو جسے مَیں برداشت نہ کرسکوں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خیال فرمایا کہ ان کے چچا آپؐ کی مدد ترک کردیں گے اور آپؐ کو قریش کے حوالے کردیں گے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

چچا جان! خدا کی قسم! اگر یہ لوگ میری دائیں جانب سورج اور بائیں جانب چاند رکھ دیں تب بھی مَیں اپنے فرض سے باز نہیں رہوں گا اور مَیں اپنے کام میں لگا رہوں گا حتّٰی کہ خدا اسے پورا کرے یا مَیں اس کوشش میں ہلاک ہوجاؤں۔

پھر آپؐ اٹھ کھڑے ہوئے اور وہاں سے جانے لگے تو ابو طالب نے آپؐ کو پکارا اور کہا: اے میرے بھتیجے! جو چاہو کہو۔ اللہ کی قسم! کسی معاوضے پر بھی مَیں تمہیں ان کے حوالے ہرگز نہ کروں گا۔

(السیرۃ النبویہ لابن ہشام صفحہ 201-200 و220 دار الکتب العلمیۃ 2001ء)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان حقیقی تاریخی واقعات کا نقشہ کھینچتے ہوئے اس طرح بیان کیا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب اللہ تعالیٰ کی توحید کے متعلق لوگوں کو وعظ کرنا شروع کیا اور شرک کی تردید شروع کی تو مکہ والوں کو یہ بات بہت ناگوار گزری اور آخر ایک دن سمجھوتہ کرکے وہ ایک وفد کی صورت میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا ابو طالب کے پاس آئے اور انہیں کہا کہ آپ ہماری قوم کے سردار ہیں۔ آپ کا ہم بہت ادب کرتے ہیں اور آپ کے ادب کی وجہ سے ہم آپ کے بھتیجے کو کچھ نہیں کہتے۔ مگر اب معاملہ حد سے گزر گیا ہے اور ہم آپ کے پاس اس لیے آئے ہیں کہ آپ اس سے اس معاملہ میں ہماری طرف سے آخری بات کریں۔ اور پھر وہ باتیں دہرائیں جو عُتبہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی کی تھیں یعنی اعلیٰ گھرانے کی اور سب سے زیادہ حسین عورت کا لالچ، روپیہ کا لالچ، دولت کا لالچ، حکومت کا لالچ۔ یہ دیکھ کے ان لوگوں نے اس کو کہا کہ مگر اس کو کہیں کہ وہ اتنا لحاظ تو کرے کہ ہمارے بتوں کو بُرا بھلا نہ کہے۔ ہم اسے یہ نہیں کہتے کہ وہ ہمارے بتوں کو مان لے۔ ہم صرف یہ کہتے ہیں کہ ہمارے بتوں کو بُرا بھلا نہ کہے۔ اور اگر وہ ہماری ان باتوں میں سے کوئی ایک بات بھی نہ مانے تو پھر آپ اس کا ساتھ چھوڑ دیں ہم خود اس سے نمٹ لیں گے۔ ابو طالب بڑے نیک آدمی تھے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑی محبت رکھتے تھے مگر انہیں اپنی سرداری بھی بڑی پیاری تھی۔ انہوں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بلوایا اور کہا: آج تیری قوم میرے پاس آئی تھی اور وہ کہتی تھی کہ ابو طالب! ہمیں تیرا لحاظ ہے اور تیرے لحاظ کی وجہ سے ہم نے تیرے بھتیجے کو اب تک کچھ نہیں کہا مگر اب بات حد سے گزر گئی ہے۔ وہ اگر اَور کوئی بات نہیں مانتا تو اسے صرف اتنا کہہ دیا جائے کہ وہ ہمارے بتوں کو بُرا بھلا نہ کہے۔ ہم اسے اپنا بادشاہ بنانے کے لیے تیار ہیں۔ دولت چاہیے تو دولت دینے کے لیے تیار ہیں۔ عرب میں اس سے بڑھ کر اَور کوئی مالدار نہ رہے گا۔ ہم آپ کو یہ سب دینے کو تیار ہیں۔ کوئی حسین بیوی چاہیے تو ہم اچھی سے اچھی عورت سے اس کی شادی کرنے کے لیے تیار ہیں۔ غرض وہ کوئی بھی مطالبہ کرے ہم اسے پورا کرنے کے لیے تیار ہیں۔ وہ صرف اتنا کرے کہ ہمارے بتوں کو بُرا بھلا نہ کہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر ابو طالب کے بڑے احسانات تھے۔ انہوں نے آپؐ کو بچپن سے بڑی محبت اور پیار کے ساتھ پالا تھا اور ہر دکھ اور مصیبت میں انہوں نے آپؐ کا ساتھ دیا تھا۔ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چچا کی یہ حالت دیکھی تو ان کے احسانات کو یاد کرکے آپؐ کی آنکھوں میں آنسو آ گئے مگر آپؐ نے فرمایا: چچا! مَیں تو نہیں کہتا کہ آپ میری مدد کریں۔ آپ بے شک اپنی قوم کا ساتھ دیں اور مجھے چھوڑ دیں۔ خدا کی قسم! اگر یہ لوگ سورج کو میرے دائیں اور چاند کو میرے بائیں بھی لا کر کھڑا کر دیں تب بھی مَیں ایک خدا کے ذکر سے باز نہیں آؤں گا۔ دیکھو! کتنا وثوق اور کتنا یقین ہے خدا تعالیٰ کی ذات پر۔ حالانکہ سورج کا اپنی جگہ سے ہلنا اتنا بڑا معجزہ ہے کہ اگر یہ واقعہ ہو تو انسان حیران ہو کر رہ جائے۔ مگر

آپؐ فرماتے ہیں اگر یہ سورج کو اس کی جگہ سے ہلا دیں اور میرے پاس لا کر کھڑا کر دیں۔ اگر یہ چاند کو اس کی جگہ سے ہلا دیں اور میرے پاس لا کر کھڑا کر دیں تب بھی خدا تعالیٰ کی ذات پر مجھے ایسا یقین اور وثوق ہے کہ مَیں ان چیزوں کو شعبدہ بازی سمجھوں گا اور مَیں ان کی بُت پرستی پر ہمیشہ اعتراض کروں گا اور اپنے کام سے کبھی باز نہیں آؤں گا۔

(ماخوذ از اسوۂ حسنہ، انوار العلوم جلد 17 صفحہ 105، 106)

یہ اللہ تعالیٰ کی ذات پر یقین اور کامل توکّل کا وہ مقام ہے جو کہیں نظر نہیں آتا۔

اس واقعہ کا ذکر کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام بیان فرماتے ہیں کہ ”جب یہ آیتیں اتریں کہ مشرکین رجس ہیں۔ پلید ہیں۔ شر البریہ ہیں“ یعنی بدترین مخلوق ہیں ”سفہاء ہیں“ بے وقوف لوگ ہیں ”اور ذرّیتِ شیطان ہیں اور ان کے معبود وَقُوۡدُ النَّار“ ہیں یعنی آگ کے ایندھن ہیں ”اور حَصَبُ جَهَنَّم ہیں۔“ جہنم کا ایندھن ہیں ”تو ابو طالب نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بلا کر کہا کہ اے میرے بھتیجے اب تیری دشنام دہی سے قوم سخت مشتعل ہوگئی ہے اور قریب ہے کہ تجھ کو ہلاک کریں اور ساتھ ہی مجھ کو بھی۔ تُو نے ان کے عقلمندوں کو سَفِیۡہ قرار دیا اور ان کے بزرگوں کو شر البریہ کہا اور ان کے قابل تعظیم معبودوں کا نام ھَیۡزَمِ جہنم“ یعنی جہنم کا ایندھن ”اور وَقُوۡدُ النَّار رکھا اور عام طور پر ان سب کو رجس اور ذرّیتِ شیطان اور پلید ٹھہرایا۔ میں تجھے خیر خواہی کی راہ سے کہتا ہوں کہ اپنی زبان کو تھام اور دشنام دہی سے باز آجا ورنہ مَیں قوم کے مقابلہ کی طاقت نہیں رکھتا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب میں کہا کہ

اے چچا! یہ دشنام دہی نہیں ہے بلکہ اظہارِ واقعہ اور نَفۡسُ الۡاَمۡر کا عین محل پر بیان ہے اور یہی تو کام ہے جس کے لئے مَیں بھیجا گیا ہوں۔ اگر اس سے مجھے مرنا درپیش ہے تو مَیں بخوشی اپنے لئے اس موت کو قبول کرتا ہوں۔ میری زندگی اسی راہ میں وقف ہے۔ مَیں موت کے ڈر سے اظہار حق سے رک نہیں سکتا۔ اور اے چچا! اگر تجھے اپنی کمزوری اور اپنی تکلیف کا خیال ہے تو تُو مجھے پناہ میں رکھنے سے دستبردار ہوجا۔ بخدا مجھے تیری کچھ بھی حاجت نہیں۔ مَیں احکامِ الٰہی کے پہنچانے سے کبھی نہیں رکوں گا۔ مجھے اپنے مولیٰ کے احکام جان سے زیادہ عزیز ہیں۔ بخدا اگر مَیں اس راہ میں مارا جاؤں تو چاہتا ہوں کہ پھر بار بار زندہ ہو کر ہمیشہ اسی راہ میں مرتا رہوں۔ یہ خوف کی جگہ نہیں بلکہ مجھے اس میں بے انتہاء لذّت ہے کہ اس کی راہ میں دکھ اٹھاؤں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یہ تقریر کر رہے تھے اور چہرہ پر سچائی اور نورانیت سے بھری ہوئی رِقّت نمایاں ہو رہی تھی اور جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یہ تقریر ختم کر چکے تو حق کی روشنی دیکھ کر بے اختیار ابو طالب کے آنسو جاری ہو گئے اور کہا کہ مَیں تیری اس اعلیٰ حالت سے بے خبر تھا۔ تُو اَور ہی رنگ میں اور اَور ہی شان میں ہے۔ جا اپنے کام میں لگا رہ۔ جب تک مَیں زندہ ہوں جہاں تک میری طاقت ہے مَیں تیرا ساتھ دوں گا۔“

(ازالہ اوہام حصہ اول روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 110 - 111)

اسی طرح

طائف سے واپسی پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے توکّل کا ایک واقعہ ہے۔

آپؐ اکیلے ہیں۔ طائف کے سرداروں کو تبلیغ کے لیے نکلے ہیں جنہوں نے ظلم کی انتہا کی۔ واپس آتے ہیں بظاہر مکہ میں بھی داخل ہونے کی کوئی صورت نہیں ہے۔ ایک خادم ساتھ ہیں اور خادم پریشان ہے کہ اب کیا ہوگا؟ لیکن آپؐ کو اپنے ربّ پر پورا توکّل ہے۔ چنانچہ اس کا ذکر کرتے ہوئے وہی خادم حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ جب مَیں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں یہ عرض کیا کہ یا رسول اللہؐ! اب آپؐ مکہ میں کیسے داخل ہوں گے جبکہ وہ آپؐ کو نکال چکے ہیں؟

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کس شانِ توکّل سے جواب دیا کہ اے زید! تم دیکھو گے کہ اللہ تعالیٰ ضرور کوئی راہ نکال دے گا۔ اور اللہ تعالیٰ اپنے دین کا مددگار ہے۔ وہ اپنے نبی کو غالب کر کے رہے گا۔

چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سردارانِ قریش کو پیغام بھجوائے کہ آپؐ کو پناہ میں لے کر مکہ میں داخلے کا انتظام کریں۔ سارے سرداروں نے انکار کیا۔ آخر ایک شریف سردار مُطۡعِمۡ بن عَدِی نے آپؐ کو اپنی پناہ میں مکہ میں داخل کرنے کا اعلان کیا۔

(ماخوذ از الطبقات الکبریٰ ذکر سبب رسول اللہ ﷺ الی الطائف جلد 1 صفحہ 165 دار الکتب العلمیۃ 1990ء) (سبل الھدیٰ جلد 2 صفحہ 440 دار الکتب العلمیۃ)

ہجرت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے موقع پر توکّل علیٰ اللہ کے نمونے کیا تھے!

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جب ہجرت کی اجازت ملی تو آپؐ نے حضرت علیؓ کو اپنی ہجرت کے پروگرام سے آگاہ کرتے ہوئے ان کے سپرد ایک جان نثارانہ کام یہ کیا کہ آج رات وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بستر مبارک پر وہی سبز یا ایک روایت کے مطابق سرخ رنگ کی حضرمی چادر اوڑھ کر سوئیں گے۔ یمن کی چادر تھی۔ اس علاقے کی وجہ سے اس کو حضرمی کہا جاتا تھا۔ بہرحال وہ چادر لے کر سوئیں جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خود لے کر سویا کرتے تھے اور اپنے اس جانثار فدائی خادم کو خدائی تائید و نصرت کی یقین دہانی کراتے ہوئے کہا کہ فکر نہ کرنا اور بڑے آرام سے میرے بستر پر سوئے رہنا۔ دشمن تمہارا بال بھی بیکا نہیں کرسکتا۔ نیز صادق و امین رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو چونکہ اہالیانِ مکہ کی دی ہوئی امانتوں کا بھی فکر اور ذمہ داری کا احساس تھا اس لیے فرمایا کہ وہ لوگوں کو امانتیں واپس کرتے ہوئے میرے پیچھے آجائیں۔ حضرت علیؓ بعد میں وہاں آجائیں۔ اس کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھر سے باہر تشریف لائے جبکہ کفارِ مکہ کے چنیدہ بہادر جن کی آنکھوں میں گویا خون اترا ہوا تھا وہ تلواریں ہاتھ میں لیے عین نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر کے باہر چاک و چوبند پہرا دے رہے تھے کہ کب رات گہری ہو اور ہم دھاوا بول کر ایک ہی وار میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا گویا کام تمام کر دیں نعوذ باللہ۔ اور ابوجہل جو کہ گویا ان کا سرغنہ تھا بڑے تکبر اور تمسخر سے یہ کہہ رہا تھا کہ محمد یہ کہتا ہے کہ اگر تم اس کے معاملہ میں اس کی پیروی کرو گے تو تم عرب و عجم کے بادشاہ بن جاؤ گے۔ پھر تم اپنی موت کے بعد اٹھائے جاؤ گے تو تمہارے لیے اُردن کے باغات کی مانند باغات بنائے جائیں گے اور اگر تم ایسا نہیں کرو گے تو تمہارے درمیان قتل و غارت گری ہو گی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم روانگی کے لیے گھر سے باہر نکلے اور فرمایا: ہاں! ایسے ہی مَیں کہتا ہوں اور سورۂ یاسین کی یہ آیات پڑھتے ہوئے (نکلے) کہ یٰسٓ۔ وَالۡقُرۡاٰنِ الۡحَکِیۡمِ۔ اِنَّکَ لَمِنَ الۡمُرۡسَلِیۡنَ۔ عَلٰی صِرَاطٍ مُّسۡتَقِیۡمٍ۔ تَنۡزِیۡلَ الۡعَزِیۡزِ الرَّحِیۡمِ۔ لِتُنۡذِرَ قَوۡمًا مَّاۤ اُنۡذِرَ اٰبَآؤُہُمۡ فَہُمۡ غٰفِلُوۡنَ۔ لَقَدۡ حَقَّ الۡقَوۡلُ عَلٰۤی اَکۡثَرِہِمۡ فَہُمۡ لَا یُؤۡمِنُوۡنَ۔ اِنَّا جَعَلۡنَا فِیۡۤ اَعۡنَاقِہِمۡ اَغۡلٰلًا فَہِیَ اِلَی الۡاَذۡقَانِ فَہُمۡ مُّقۡمَحُوۡنَ۔ وَجَعَلۡنَا مِنۡۢ بَیۡنِ اَیۡدِیۡہِمۡ سَدًّا وَّمِنۡ خَلۡفِہِمۡ سَدًّا فَاَغۡشَیۡنٰہُمۡ فَہُمۡ لَا یُبۡصِرُوۡنَ۔ (یٰس:10-2) اس کا ترجمہ یہ ہے کہ یَا سَیِّدُ: اے سردار! حکمتوں والے قرآن کی قسم ہے۔ (کہ) تُو یقیناً مرسلین میں سے ہے۔ صراطِ مستقیم پر (گامزن ہے)۔ (یہ) کامل غلبہ والے (اور) بار بار رحم کرنے والے کی تنزیل (ہے)۔ تاکہ تُو ایک ایسی قوم کو ڈرائے جن کے آباء و اجداد نہیں ڈرائے گئے۔ پس وہ غافل پڑے ہیں۔ یقیناً ان میں سے اکثر پر قول صادق آ گیا ہے۔ پس وہ ایمان نہیں لائیں گے۔ یقیناً ہم نے ان کی گردنوں میں طوق ڈال دیے ہیں اور وہ ٹھوڑیوں تک پہنچے ہوئے ہیں اس لئے وہ سر اونچا اٹھائے ہوئے ہیں۔ اور ہم نے ان کے سامنے بھی ایک روک بنادی ہے اور ان کے پیچھے بھی ایک روک بنادی ہے۔ اور اُن پر پردہ ڈال دیا ہے اس لئے وہ دیکھ نہیں سکتے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے سروں پر خاک ڈالتے ہوئے یہ پڑھتے ہوئے ان کے سامنے سے نکل گئے لیکن خدا کی قدرت کہ آپؐ جاتے ہوئے کسی کو بھی دکھائی نہ دیے۔ بلکہ وہ لوگ گاہے گاہے اندر جھانک کر دیکھ لیتے اور اطمینان کر لیتے کہ محمدؐ اپنے بستر پر ہی ہیں۔

(ماخوذ از السیرۃ النبویۃ لابن ہشام صفحہ 342، باب ھجرۃ الرسول ﷺ، دار الکتب العلمیۃ 2001ء۔ محمد رسول اللہ والذین معہ جلد 3 صفحہ 74 باب الھجرۃ، مطبوعہ مکتبہ مصر۔ الطبقات الکبریٰ لابن سعد جلد 1 صفحہ 176۔ نخب الافکار فی تنقیح مبانی الاخبار فی شرح معانی الآثار تالیف امام بدرالدین العینی جلد 6 صفحہ 111 مطبوعہ وزارۃ الاوقاف والشؤون الإسلامیۃ قطر 2008ء)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت اور آپؐ کے اس توکّل کو بیان کرتے ہوئے تاریخی حوالوں سے حضرت مصلح موعودؓ نے جس طرح بیان کیا ہے وہ یہ ہے کہ ’’جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہجرت کا حکم ملا تو آپؐ حضرت ابوبکرؓ کو اپنے ساتھ لے کر جبلِ ثور کی طرف تشریف لے گئے جو مکہ سے کوئی چھ سات میل کے فاصلے پر ہے اور اس پہاڑ کی چوٹی پر ایک غار میں چھپ کر بیٹھ گئے۔ صبح جب کفار نے دیکھا کہ آپؐ اپنے گھر میں موجود نہیں اور ہر قسم کے پہرہ کے باوجود محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کامیابی کے ساتھ نکل گئے ہیں تو وہ فوراً آپؐ کی تلاش میں نکل کھڑے ہوئے اور انہوں نے مکہ کے چند بہترین کھوجی جو پاؤں کے نشانات پہچاننے میں بڑی بھاری دسترس رکھتے تھے اپنے ساتھ لئے جو انہیں جبلِ ثور تک لے آئے اور انہوں نے کہا کہ بس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اگر ہیں تو یہیں ہیں۔ اس سے آگے اَور کہیں نشان نہیں ملتا۔ اس وقت یہ کیفیت تھی کہ دشمن غار کے عین سر پر کھڑا تھا۔ اور غار کا منہ تنگ نہیں تھا جس کے اندر جھانکنا مشکل ہو مگر وہ ایک فراخ منہ کی کھلی غار ہے جس کے اندر جھانک کر بڑی آسانی سے معلوم کیا جا سکتا تھا کہ کوئی شخص اندر بیٹھا ہے یا نہیں مگر ایسی حالت میں بھی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر کوئی خوف طاری نہیں ہوتا بلکہ آپؐ کی قوّتِ قدسیہ کی برکت سے حضرت ابوبکرؓ کا دل بھی مضبوط رہتا ہے اور وہ موسیٰؑ کے ساتھیوں کی طرح یہ نہیں کہتے کہ ہم پکڑے گئے بلکہ انہوں نے اگر کچھ کہا تھا تو یہ کہ یا رسول اللہؐ! دشمن اتنا قریب پہنچ چکا ہے کہ وہ اگر ذرا بھی نظر نیچی کرے تو ہمیں دیکھ سکتا ہے مگر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اُسْکُتْ یَا اَبَابَکْرٍ اِثْنَانِ اللّٰہُ ثَالِثُھُمَا۔ ابوبکر! خاموش رہو۔ ہم اس وقت دو نہیں بلکہ ہمارے ساتھ ایک تیسرا خدا بھی ہے پھر وہ کیونکر ہمیں دیکھ سکتے ہیں… چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ باوجود اس کے کہ دشمن غار کے سر تک پہنچ چکا تھا پھر بھی اسے یہ توفیق نہ ملی کہ وہ آگے بڑھ کر جھانک سکتا اور وہ وہیں سے بڑبڑاتے واہی تباہی ’’بکتا ہوا لغو‘‘ باتیں کرتے ہوئے واپس چلا گیا۔ غرض اس واقعہ کا ایک پہلو یہ ہے کہ موسیٰؑ کے ساتھیوں نے گھبرا کر یہ کہا کہ اے موسیٰؑ! ہم پکڑے گئے۔ گویا انہوں نے اپنے ساتھ موسیٰؑ کو بھی لپیٹ لیا اور خیال کیا کہ اب ہم سب فرعون کی گرفت میں آنے والے ہیں۔ مگر

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے توکّل نے آپؐ کے ساتھی پر بھی ایسا اثر ڈالا کہ اس کی زبان سے بھی یہ الفاظ نہ نکلے کہ ہم پکڑے گئے بلکہ اس نے کہا تو صرف یہ کہ دشمن اتنا قریب آچکا ہے کہ اگر وہ ہمیں دیکھنا چاہے تو دیکھ سکتا ہے۔ مگر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس واہمہ ’’یا اس خیال‘‘ کو بھی برداشت نہ کیا اور فرمایا کہ ایسا خیال بھی مت کرو۔ ہم اس وقت دو نہیں بلکہ ہمارے ساتھ ایک اَور بھی ہستی ہے اور وہ ہمارا خدا ہے۔‘‘

(تفسیر کبیر جلد 9 صفحہ 417-416، ایڈیشن 2023ء)

ہجرت کے واقعہ اور آپؐ کے توکّل اور جرأت کا ذکر کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں: ’’ابوبکر صدیقؓ کا صدق اس آگ کے وقت ظاہر ہوا جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا محاصرہ کیا گیا۔ گو بعض کی رائے اخراج کی بھی تھی لیکن اصل قتل ہی تھا۔ ایسی حالت میں حضرت ابوبکر صدیقؓ نے اپنے صدق و وفا کا وہ نمونہ دکھایا جو ابدالآباد کے لئے نمونہ رہے گا۔ اس مصیبت کی گھڑی میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ انتخاب ہی حضرت صدیقؓ کی فضیلت اور اعلیٰ وفاداری کی ایک زبردست دلیل ہے…‘‘ آپؑ حضرت ابوبکر صدیقؓ کے بھی حوالے سے اوصاف بیان فرمارہے ہیں۔

’’اسی طرح پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا انتخاب تھا۔ اس وقت آپ کے پاس ستر 70 اسّی 80 صحابہ موجود تھے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی آپ کے پاس ہی تھے مگر آپؐ نے ان سب میں سے حضرت ابوبکرؓ ہی کو منتخب کیا۔ اس میں سرّ کیا ہے؟‘‘ کیا بھید ہے، کیا راز ہے؟‘‘ بات یہ ہے کہ نبی خدا تعالیٰ کی آنکھ سے دیکھتا ہے۔ اس کا فہم خدا تعالیٰ کی طرف سے آتا ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے کشف اور الہام سے بتادیا تھا کہ اس کام کے لئے سب سے بہتر اور موزوں حضرت ابوبکر صدیقؓ ہی ہیں۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اس ساعتِ عُسر میں آپؐ کے ساتھ ہوئے۔ یہ وقت خطرناک آزمائش کا تھا۔ حضرت مسیحؑ پر جب اس قسم کا وقت آیا تو ان کے شاگرد ان کو چھوڑ کر بھاگ گئے اور ایک نے سامنے ہی لعنت بھی کی۔ مگر صحابہ کرامؓ میں سے ہر ایک نے پوری وفاداری کا نمونہ دکھایا۔ غرض حضرت ابوبکر صدیقؓ نے آپؐ کا پورا ساتھ دیا اور ایک غار میں جس کو غارِ ثور کہتے ہیں آپ جا چھپے۔ شریر کفار جو آپؐ کی ایذا رسانی کے لئے منصوبے کر چکے تھے تلاش کرتے ہوئے اس غار تک پہنچ گئے۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے عرض کی کہ اب تو یہ بالکل سر پر ہی آ پہنچے ہیں اور اگر کسی نے ذرا نیچے نگاہ کی تو وہ دیکھ لے گا اور ہم پکڑے جاویں گے۔ اس وقت آپؐ نے فرمایا لَا تَحۡزَنۡ اِنَّ اللّٰہَ مَعَنَا۔ (التوبۃ:40) کچھ غم نہ کھاؤ اللہ تعالیٰ ہمارے ساتھ ہے۔ اس لفظ پر غور کرو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابوبکر صدیقؓ کو اپنے ساتھ ملاتے ہیں۔ یہ فرمایا اِنَّ اللّٰہَ مَعَنَا۔ مَعَنَا میں آپ دونوں شریک۔ یعنی تیرے اور میرے ساتھ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ایک پلّہ پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو رکھا اور دوسرے پر حضرت صدیقؓ کو۔ اس وقت دونوں ابتلا میں ہیں کیونکہ یہی وہ مقام ہے جہاں سے یا تو اسلام کی بنیاد پڑنے والی ہے یا خاتمہ ہو جانے والا ہے۔ دشمن غار پر موجود ہیں اور مختلف قسم کی رائے زنیاں ہو رہی ہیں۔ بعض کہتے ہیں کہ اس غار کی تلاشی کرو کیونکہ نشانِ پا یہاں تک ہی آکر ختم ہو جاتا ہے لیکن ان میں سے بعض کہتے ہیں کہ یہاں انسان کا گزر اور دخل کیسے ہو گا۔ مکڑی نے جالا تنا ہوا ہے، کبوتر نے انڈے دیئے ہوئے ہیں۔ اس قسم کی باتوں کی آوازیں اندر پہنچ رہی ہیں اور آپ بڑی صفائی سے ان کو سن رہے ہیں۔ ایسی حالت میں دشمن آئے ہیں کہ وہ خاتمہ کرنا چاہتے ہیں اور دیوانے کی طرح بڑھے آئے ہیں لیکن آپؐ کی کمال شجاعت کو دیکھو کہ دشمن سر پر ہے اور آپؐ اپنے رفیقِ صادق صدیقؓ کو فرماتے ہیں۔ لَا تَحۡزَنۡ اِنَّ اللّٰہَ مَعَنَا۔ یہ الفاظ بڑی صفائی کے ساتھ ظاہر کرتے ہیں کہ آپؐ نے زبان ہی سے فرمایا کیونکہ یہ آواز کو چاہتے ہیں۔ اشارہ سے کام نہیں چلتا۔ باہر دشمن مشورہ کر رہے ہیں اور اندر غار میں خادم و مخدوم بھی باتوں میں لگے ہوئے ہیں۔ اس امر کی پروا نہیں کی گئی کہ دشمن آواز سن لیں گے۔ یہ اللہ تعالیٰ پر کمال ایمان اور معرفت کا ثبوت ہے۔ خدا تعالیٰ کے وعدوں پر پورا بھروسہ ہے۔‘‘

(ملفوظات جلد 1 صفحہ 339 تا 341، ایڈیشن 2022ء)

اس ہجرت کے سفر میں آپؐ کے اَور بھی واقعات ہیں جس میں توکّل نظر آتا ہے۔ ان شاء اللہ آئندہ بیان ہوں گے۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ اِنَّكَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ۔

☆☆☆☆☆☆

(روزنامہ الفضل انٹرنیشنل ۲ اکتوبر ۲۰۲۶ء، صفحہ ۲ تا ۶)

سیرت النبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

از تحریرات وفرمودات (سیّدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام)

(تحقیق وترتیب: مکرم آصف احمد خان صاحب)

(قسط نمبر:22) (حصہ سوم)

ایمان کی حقیقت سے ناواقفیت:

حضورؑ نے انبیاء کی مخالفت کی ایک وجہ ایمان کی حقیقت سے ناواقفیت بیان فرمائی ہے جیسا کہ فرمایا۔

”سعید آدمی کی پہلی نشانی یہی ہے کہ اس بابرکت بات کو سمجھ لے کہ ایمان کس چیز کو کہا جاتا ہے۔کیونکہ جس قدر ابتدائے دنیا سے لوگ انبیاء کی مخالفت کرتے آئے ہیں انکی عقلوں پر یہی پردہ پڑا ہوا تھا کہ وہ ایمان کی حقیقت کو نہیں سمجھتے تھے۔ اور چاہتے تھے کہ جب تک دوسرے امورِ مشہودہ محسوسہ کی طرح انبیاء کی نبوت اور ان کی تعلیم کھل نہ جائے۔تب تک قبول کرنا مناسب نہیں۔ اور وہ بے وقوف یہ خیال نہیں کرتے تھے کہ کھلی ہوئی چیز کو ماننا ایمان میں کیونکر داخل ہوگا۔ وہ تو ہندسہ اور حساب کی طرح ایک علم ہوا نہ کہ ایمان۔ پس یہی حجاب تھا کہ جسکی وجہ سے ابوجہل اور ابولہب وغیرہ اوائل میں ایمان لانے سے محروم رہے۔ اور پھر جب اپنی تکذیب میں پختہ ہو گئے اور مخالفانہ راؤں پر اصرار کر چکے اس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت کے کھلے کھلے نشان ظاہر ہوئے تب انہوں نے کہا کہ اب قبول کرنے سے مرنا بہتر ہے۔غرض نظرِ دقیق سے صادق کے صدق کو شناخت کرنا سعیدوں کا کام ہے۔ اور نشان طلب کرنا نہایت منحوس طریق اور اشقیاء کا شیوہ ہے۔جس کی وجہ سے کروڑہا منکر ہیزمِ جہنم ہو چکے ہیں۔ خدائے تعالیٰ اپنی سنت کو نہیں بدلتا“

(مکتوباتِ احمد، جدید ایڈیشن، جلد 2، مکتوب نمبر 8 ملفوظات، صفحہ 177، 178)

مخالفت صداقت کی علامت:

ماموریں کی صداقت کی ایک واضح علامت مخالفت واستہزاء ہے جیسا کہ قرآنِ کریم میں مذکور ہے کہ

”یٰحَسۡرَۃً عَلَی الۡعِبَادِ ۚ مَا یَاۡتِیۡہِمۡ مِّنۡ رَّسُوۡلٍ اِلَّا کَانُوۡا بِہٖ یَسۡتَہۡزِءُوۡنَ“ (یٰس: 31)

وائے حسرت بندوں پر! ان کے پاس کوئی رسول نہیں آتا مگر وہ اس سے ٹھٹھا کرنے لگتے ہیں۔

دنیا میں کئی مدعیان ہوئے ہیں۔ ان میں سے بعض نے تو خدائی تک کے دعوے کئے ہیں اور نبوت اور امامت کا دعویٰ کرنے والے بیشمار ہیں وہ لوگوں کو التجا سے دعوت دیتے رہے ہیں کہ انکی مخالفت کی جائے تا ان کی شہرت بھی ہو اور مذکورہ بالا آیت اور انبیاءِ صادقہ کی سنت سے تصدیق ہو لیکن کوئی انکی مخالفت پر وقت صرف کرنا مناسب نہیں سمجھتا۔ہاں جو خدا کی طرف سے ہوں انکی مخالفت نہایت زور وشور سے ہوتی ہے۔ جو انکی صداقت پر مہر تصدیق ثبت کرتی ہے۔ آپ نے اس مضمون پر ان الفاظ میں روشنی فرمائی ہے۔

”آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ بعثت میں ہزاروں ہزار لوگ اپنے کاروبار چھوڑ کر بھی آپکی مخالفت کے لئے کمر بستہ ہوئے۔ اپنے مالوں کا جانوں کا نقصان منظور کیا۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کے لئے دن رات تدبیروں منصوبوں میں کوشاں ہوئے مگر دوسری طرف مسیلمہ تھا ادھر کسی کو توجہ نہ تھی۔ اس کی مخالفت کے واسطے کسی کے کان بھی کھڑے نہ ہوئے۔

”آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے جس طرح گھر گھر میں پھوٹ اور جدائی ہوتی تھی۔مسیلمہ کے واسطے ہرگز نہ ہوئی۔غرض صادق کے واسطے ہی ایک کشش ہوتی ہے جو دلوں کے ولولوں کو ابھارتی اور جوش میں لاتی ہے۔سعیدوں کے ولولے سعادت اور اشقیاء کے شقاوت کے رنگ میں پھل لاتے ہیں شقی چونکہ اسی فطرت کے ہوتے ہیں۔ اس واسطے ان کے واسطے کشش بھی الٹے رنگ میں ثمرات لاتی ہے“

(ملفوظات [2003 ایڈیشن] جلد 3 صفحہ 246)

ایلام یعنی دُکھ برنگِ انعام:

وہ دکھ جو کسی کی محبت میں اٹھایا جاتا ہے اپنے اندر ایک لذت رکھتا ہے۔ اور خدا کے عاشق ومحب سب سے زیادہ اس محبت کے نتیجہ میں پیدا ہونے والے دکھوں پر لذت وسرور اٹھاتے ہیں۔ بلکہ ہر راحت اس محبت کی خاطر قربان کرنے کو ترجیح دیتے ہیں۔ مثلاً حضرت ابراہیمؑ اور حضرت اسماعیل علیہما السلام نے اپنی جانوں اور وطنوں کی قربانی میں خوشی محسوس کی اور حضرت یوسفؑ نے خدا کی محبت میں قید خانہ کی تکلیف کو آزادی پر ترجیح دی۔ الغرض ہر نبی و مامور من اللہ کے حالاتِ زندگی اس بات کو واضح کرتے ہیں۔حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہؓ پر آنے والی مشکلات کی حکمت بیان کرتے ہوئے وضاحت فرماتے ہیں کہ خدا سے عشق اور محبت کی وجہ سے وہ دکھوں اور تکلیفوں میں اعلیٰ درجہ کی لذت حاصل کرتے تھے۔ ہر تکلیف کے نتیجہ میں ان کے اندر ایک سرور اور لذت کا چشمہ پھوٹ نکلتا تھا اور یہی مومن کی نشانی ہے کہ وہ ہر وقت خدا کی راہ میں قربانی کے لئے آمادہ رہتا ہے اور اس راہ میں شہید ہونے کو بھی تیار ہوتا ہے۔ آپؑ فرماتے ہیں۔

”یادرکھو مومنوں کا ایلام برنگِ انعام ہو جاتا ہے۔ اور اس سے عوام کو حصہ نہیں دیا جاتا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تیرہ سالہ زندگی جو مکہ میں گزری اس میں جس قدر مصائب اور مشکلات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر آئیں ہم تو ان کا اندازہ بھی نہیں کر سکتے۔ دل کانپ اٹھتا ہے جب ان کا تصور کرتے ہیں۔ اس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اعلیٰ حوصلگی، فراخدلی اور استقلال اور عزم واستقامت کا پتہ لگتا ہے کیسا کوہ وقار انسان ہے کہ مشکلات کے پہاڑ ٹوٹے پڑتے ہیں مگر اس کو ذرا بھی جنبش نہیں دے سکتے۔ وہ اپنے منصب کے ادا کرنے میں ایک لمحہ سست اور غمگین نہیں ہوا۔ وہ مشکلات اسکے ارادے کو تبدیل نہیں کر سکیں۔بعض لوگ غلط فہمی سے کہہ اٹھتے ہیں کہ آپ تو خدا کے حبیبؐ مصطفیٰ اور مجتبیٰ تھے پھر یہ مصیبتیں اور مشکلات کیوں آئیں؟ میں کہتا ہوں کہ پانی کے لئے جب تک زمین کو کھودا نہ جاوے اس کا جگر پھاڑا نہ جاوے وہ کب نکل سکتا ہے۔ کتنے ہی گز گہرا زمین کو کھودتے چلے جائیں تب کہیں جا کر خوشگوار پانی نکلتا ہے جو مایۂ حیات ہوتا ہے۔ اسی طرح وہ لذت جو خدا تعالیٰ کی راہ میں استقلال اور ثبات قدم دکھانے سے نہیں ملتی جب تک ان مشکلات اور مصائب میں سے ہو کر انسان نہ گزرے۔ وہ لوگ جو اس کوچہ سے بے خبر ہیں وہ ان مصائب کی لذت سے کب آشنا ہو سکتے ہیں اور کب اسے محسوس کر سکتے ہیں۔ انہیں کیا معلوم ہے کہ جب آپ کو کوئی تکلیف پہنچتی تھی اندر سے ایک سرور اور لذت کا چشمہ پھوٹ نکلتا تھا، خدا پر توکل، اس کی محبت اور نُصرت پر ایمان پیدا ہوتا تھا۔محبت ایک ایسی چیز ہے کہ وہ سب کچھ کرا دیتی ہے۔ ایک شخص کسی پر عاشق ہوتا ہے تو معشوق کے لئے کیا کچھ نہیں کر گزرتا۔ ایک عورت کسی پر عاشق تھی اس کو کھینچ کھینچ کر لاتے تھے اور طرح طرح کی تکلیفیں دیتے تھے، ماریں کھاتی تھی مگر وہ کہتی تھی مجھے لذت ملتی ہے جبکہ جھوٹی محبتوں فسق وفجور کے رنگ میں جلوہ گر ہونے والے عشق میں مصائب اور مشکلات کے برداشت کرنے میں ایک لذت ملتی ہے تو خیال کرو کہ وہ جو خدا تعالیٰ کا عاشقِ زار ہو اس کے آستانۂ الوہیت پر نثار ہونے کا خواہش مند ہو، وہ مصائب اور مشکلات میں کس قدر لذت پا سکتا ہے، صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی حالت دیکھو مکہ میں ان کو کیا کیا تکلیفیں پہنچیں۔بعض ان میں سے پکڑے گئے قسم قسم کی تکلیفوں اور عقوبتوں میں گرفتار ہوئے۔مرد تو مرد بعض مسلمان عورتوں پر اس قدر سختیاں کی گئیں کہ ان کے تصور سے بدن کانپ اٹھتا ہے۔ اگر وہ مکہ والوں سے مل جاتے تو اس وقت وہ بظاہر انکی بڑی عزت کرتے، کیونکہ وہ انکی برادری ہی تو تھے۔ مگر وہ کیا چیز تھی جس نے انکو مصائب اور مشکلات کے طوفان میں بھی حق پر قائم رکھا، وہ وہی لذت اور سرور کا چشمہ تھا جو حق کے پیار کی وجہ سے ان کے سینوں میں پھوٹ نکلتا تھا۔ ایک صحابی کی بابت لکھا ہے کہ جب اس کے ہاتھ کاٹے گئے تو اس نے کہا کہ میں وضوء کرتا ہوں آخر لکھا ہے کہ سر کاٹو تو سجدہ کرتا ہے، کہتا ہوا مر گیا۔ اس وقت اس نے دعا کی کہ یا اللہ! حضرتؐ کو خبر پہنچا دے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت مدینہ میں تھے جبرائیل نے جا کر السلام علیکم کہا اور آپ نے علیکم السلام کہا اور اس واقعہ پر اطلاع ملی۔غرض اس لذت کے بعد جو خدا تعالیٰ میں ملتی ہے ایک کیڑے کی طرح کچل کر مر جانا منظور ہوتا ہے اور مومن کو سخت سے سخت تکالیف بھی آسان ہی ہوتی ہیں سچ پوچھو تو مومن کی نشانی ہی یہی ہوتی ہے کہ وہ مقتول ہونے کے لئے تیار رہتا ہے۔ اسی طرح اگر کسی شخص کو کہہ دیا جائے کہ یا نصرانی ہو جا یا قتل کر دیا جائے گا، اس وقت دیکھنا چاہئے کہ اس کے نفس سے کیا آواز نکلتی ہے۔ آیا وہ مرنے کے لئے سر رکھ دیتا ہے یا نصرانی ہونے کو ترجیح دیتا ہے۔ اگر وہ مرنے کو ترجیح دیتا ہے تو مومنِ حقیقی ہے، ورنہ کافر ہے۔غرض ان مصائب میں جو مومنوں پر آتے ہیں اندر ہی اندر ایک لذت ہوتی ہے۔ بھلا سوچو تو سہی اگر یہ مصائب لذت نہ ہوتے تو انبیاء علیہم السلام ان مصائب کا ایک دراز سلسلہ کیونکر گزارتے۔“

(ملفوظات [2003 ایڈیشن] جلد 1 صفحہ 516، 517)

صادق آن باشد کہ ایّامِ بلا
مے گزارد با محبّت با وفا

صادق وہ ہوتا ہے کہ ابتلاؤں کے دن محبت اور وفا کے ساتھ گزارتا ہے۔

گر قضا را عاشقے گردد اسیر
بوسد آز زنجیر را کز آشنا

اگر اتفاقاً کوئی عاشق قید میں پڑ جائے تو وہ اس زنجیر کو چومتا ہے جس کا سبب آشنا ہو

(سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم، صفحہ 86 تا 90، مطبوعہ کینیڈا 2018)

٭٭٭

A. SAMSUL ALAM
A. ABDUL RAHIM

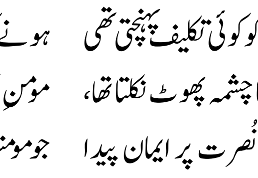

Dealers of Natural Precious & Semi-Precious Gemstones

TOONICE
DEALERS OF PRECIOUS & SEMI-PRECIOUS GEMSTONES
No. 100/59-A, 1st Floor, South Thaikkat Street Melapalayam, Tirunelveli-627005 Tamil Nadu, India
+91 9659389953
toonicegems@gmail.com

Al-Nida GEMS
No. 1/B3, 1st Floor Village Road Balaji Nagar Extension Puzhuthivakkam, Chennai-600091 Tamil Nadu, India
+91 9042150339
alnidagems@gmail.com

HG GEMS
HANIYAHANA GEMS CO., LTD.
No. 191/16, Soi Puttha Osot Siphraya, Bangrak Bangkok - 10500 Thailand
+66 638751327
gemscertify22@gmail.com

تذکار مہدی

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سیرت طیبہ کے متعلق حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی روایات

مرتبہ مکرم حبیب الرحمٰن زیروی صاحب

گستاخی کی سزا

ہم ایک دفعہ لکھنؤ گئے۔ وہاں ایک سرحدی مولوی عبدالکریم تھا جو ہماری جماعت کا شدید مخالف تھا۔ اُس نے ہمارے آنے کے بعد ایک تقریر کی جس میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ایک واقعہ کو اُس نے نہایت تحقیر کے طور پر بیان کیا۔ وہ واقعہ یہ تھا کہ ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام دِلّی گئے وہاں ہمارے ایک رشتہ دار کے ماموں مرزا حیرت دہلوی تھے۔ انہیں ایک دن شرارت سوجھی اور وہ جعلی انسپکٹر پولیس بن کر آگئے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ڈرانے کے لئے کہنے لگے کہ میں انسپکٹر پولیس ہوں اور مجھے حکومت کی طرف سے اس لئے بھیجا گیا ہے کہ میں آپ کو نوٹس دوں کہ آپ یہاں سے فوراً چلے جائیں ورنہ آپ کو سخت نقصان ہوگا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تو اس کی طرف توجہ نہ کی مگر جب بعض دوستوں نے تحقیق کرنی چاہی کہ یہ کون شخص ہے تو وہ وہاں سے بھاگ گئے۔ اس واقعہ کو مولوی عبدالکریم سرحدی نے اس رنگ میں بیان کیا کہ دیکھو وہ خدا کا نبی بنا پھرتا ہے مگر وہ دلّی گیا تو مرزا حیرت انسپکٹر پولیس بن کر اُس کے پاس چلا گیا۔ وہ کوٹھے پر بیٹھا ہوا تھا (حالانکہ یہ بات بالکل جھوٹ تھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نیچے دالان میں بیٹھے ہوئے تھے) جب اُس نے سُنا کہ انسپکٹر پولیس آیا ہے تو وہ ایسا گھبرایا کہ سیڑھیوں سے اُترتے وقت اس کا پیر پھسلا اور وہ منہ کے بل زمین پر آگرا۔ لوگوں نے یہ تقریر سن کر بڑے قہقہے لگائے اور ہنستے رہے۔ لیکن اُسی رات مولوی عبدالکریم کو خدا تعالیٰ نے پکڑ لیا۔ وہ اپنے مکان کی چھت پر سویا ہوا تھا کہ رات کو وہ کسی کام کے لئے اُٹھا اور چونکہ اُس چھت کی کوئی منڈیر نہیں تھی اور نیند سے اُس کی آنکھیں بند ہو رہی تھیں اُس کا ایک پاؤں چھت سے باہر جا پڑا اور وہ دھڑم سے نیچے آگرا اور گرتے ہی مر گیا۔ اب دیکھو اگر اُس کو غیب کا پردہ نہ ہونے کی صورت میں پتہ ہوتا کہ مجھے گستاخی کی یہ سزا ملے گی تو وہ کبھی گستاخی نہ کرتا بلکہ آپ پر ایمان لے آتا گو ایسا ایمان اُس کے کسی کام نہ آتا کیونکہ جب غیب ہی نہ رہا تو ایمان کا کیا فائدہ۔ ایمان تو وہی کارآمد ہوسکتا ہے جو غیب کی حالت میں ہو۔ ثواب یا عذاب سامنے نظر آنے پر تو ہر کوئی ایمان لا سکتا ہے۔

(تفسیر کبیر جلد ہفتم صفحہ 23)

عیسائیوں کا خدا مر گیا اس پر مسلمانو! کیوں غصہ ہوتے ہو؟

حضرت مسیح موعود علیہ السلام سیالکوٹ میں گئے تو مولویوں نے فتویٰ دیا کہ جو ان کے لیکچر میں جائے گا اس کا نکاح ٹوٹ جائے گا لیکن چونکہ حضرت مرزا صاحب کی کشش ایسی تھی کہ لوگوں نے اس فتویٰ کی بھی کوئی پرواہ نہ کی تو راستوں پر پہرے لگا دیئے گئے تا کہ لوگوں کو جانے سے روکیں اور سڑکوں پر پتھر جمع کر لئے گئے کہ جو نہ رکے گا اسے ماریں گے۔ پھر جلسہ گاہ سے لوگوں کو پکڑ پکڑ کر لے جاتے کہ لیکچر نہ سُن سکیں۔ بی ٹی صاحب جو اس وقت سیالکوٹ میں سٹی انسپکٹر تھے اور پھر سپرنٹنڈنٹ پولیس ہو گئے تھے اب معلوم نہیں ان کا کیا عہدہ ہے ان کا انتظام تھا۔ جب لوگوں نے شور مچایا اور فساد کرنا چاہا تو چونکہ حضرت صاحب کی تقریر اس نے بھی سنی تھی وہ حیران ہو گیا کہ اس تقریر میں حملہ تو آریوں اور عیسائیوں پر کیا گیا ہے اور جو کچھ مرزا صاحب نے کہا ہے اگر وہ مولویوں کے خیالات کے خلاف بھی ہو تو بھی اس سے اسلام پر کوئی اعتراض نہیں آتا اور اگر وہ باتیں سچی ہیں تو اسلام کا سچا ہونا ثابت ہوتا ہے۔ پھر مسلمانوں کے فساد کرنے کی کیا وجہ ہے؟ اگرچہ وہ سرکاری افسر تھا مگر وہ جلسہ میں کھڑا ہو گیا اور کہنے لگا کہ یہ تو کہتے ہیں کہ عیسائیوں کا خدا مر گیا اس پر مسلمانو! تم کیوں غصے ہوتے ہو۔ غرض ان لوگوں کا ہم سے یہ سلوک ہے اور بادی النظر میں یہی نظر آتا ہے کہ اگر ان میں سے لوگ آریوں میں جاتے ہیں تو ہمیں کیا مگر اصل بات یہ ہے کہ یہ خیال غلط ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ان کے متعلق یہاں تک فرمایا ہے۔

اے دل تو نیز خاطر ایناں نگاہ دار
کاخر کنند دعوائے حبّ پیمبرم

(تحریکِ شدھی ملکانا، انوار العلوم جلد 7 صفحہ 192)

سوچ سمجھ کر وقت میں کام کرنا چاہیے

مولوی برہان الدین صاحبؓ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ایک نہایت ہی مخلص صحابی گزرے ہیں۔ احمدیت سے پہلے وہ وہابیوں کے مشہور عالم تھے اور ان میں انہیں بڑی عزت حاصل تھی۔ جب احمدی ہوئے تو باوجود اس کے کہ اُن کے گزارہ میں تنگی آگئی پھر بھی انہوں نے پرواہ نہ کی اور اسی غربت میں دن گزار دیئے۔ بہت ہی مستغنی المزاج انسان تھے انہیں دیکھ کر کوئی نہیں سمجھ سکتا تھا کہ یہ کوئی عالم ہیں بلکہ بظاہر انسان یہی سمجھتا تھا کہ یہ کوئی کمی ہیں بہت ہی منکسر طبیعت کے تھے۔ مجھے اُن کا ایک لطیفہ ہمیشہ یاد رہتا ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام جب سیالکوٹ تشریف لے گئے اور وہاں سخت مخالفت ہوئی تو اس کے بعد آپ جب واپس آئے تو مخالفوں کو جس جس شخص کے متعلق پتہ لگا کہ یہ احمدی ہے اُسے سخت تکلیفیں دینی شروع کر دیں۔ مولوی برہان الدین صاحبؓ بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ٹرین پر سوار کرا کے سٹیشن سے واپس جا رہے تھے کہ لوگوں نے اُن پر گوبر اُٹھا اٹھا کر پھینکنا شروع کر دیا اور ایک نے تو گوبر آپ کے منہ میں ڈال دیا مگر وہ بڑی خوشی سے اِس تکلیف کو برداشت کرتے گئے اور جب بھی ان پر گوبر پھینکا جاتا تھا بڑے مزے سے کہتے تھے کہ "ایہہ دن کتھوں۔ ایہہ خوشیاں کتھوں" اور بتانے والے نے بتایا کہ ذرا بھی اُن کی پیشانی پر بل نہ آیا۔ غرض بہت ہی مخلص انسان تھے۔ وہ اپنے احمدی ہونے کا موجب ایک عجیب واقعہ سنایا کرتے تھے احمدی گو وہ کچھ عرصہ بعد میں ہوئے ہیں۔ مگر انہوں نے دعویٰ سے بھی پہلے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو شناخت کر لیا تھا۔ درمیان میں کچھ وقفہ پڑ گیا۔ انہوں نے ابتداء میں جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ذکر سنا تو پیدل قادیان آئے۔ یہاں آکر پتہ لگا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام گورداسپور تشریف لے گئے ہیں شاید کسی مقدمہ میں پیشی تھی یا کوئی اور وجہ تھی مجھے صحیح معلوم نہیں۔ آپ فوراً گورداسپور پہنچے۔ وہاں انہیں حضرت حافظ حامد علیؓ مرحوم ملے۔ یہ بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ایک دیرینہ خادم اور دعویٰ سے پہلے آپ کے ساتھ رہنے والے تھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام ذیل گھر میں یا کہیں اور ٹھہرے ہوئے تھے اور جس کمرہ میں آپ مقیم تھے اُس کے دروازہ پر چک پڑی ہوئی تھی۔ مولوی برہان الدین صاحبؓ کے دریافت کرنے پر حافظ حامد علی صاحبؓ نے بتایا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے کمرہ میں کام کر رہے ہیں۔ انہوں نے کہا میں آپ سے ملاقات کرنا چاہتا ہوں۔ حافظ صاحب نے کہا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مصروفیت کی وجہ سے منع کیا ہوا ہے اور حکم دے رکھا ہے کہ آپ کو نہ بلایا جائے۔ مولوی صاحب نے منتیں کیں کہ کسی طرح ملاقات کرا دو مگر حافظ صاحب نے کہا میں کس طرح عرض کر سکتا ہوں جبکہ آپ نے ملنے سے منع کیا ہوا ہے۔ لیکن آخر بہت سی منتوں کے بعد انہوں نے حافظ صاحب سے اتنی اجازت لے لی کہ وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی چِک سے جھانک کر زیارت کر لیں یا یہ کہ ان کی نظر بچا کر مجھے اس وقت یہ تفصیل یاد نہیں وہ اُس کمرہ کی طرف گئے جس میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام تھے اور چک اُٹھا کر جھانکا تو دیکھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام ٹہل رہے ہیں۔ اُس وقت آپ کی دروازہ کی طرف پشت تھی اور بڑی تیزی سے دیوار کی دوسری طرف جا رہے تھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی عادت تھی کہ جب آپ کتاب، اشتہار یا کوئی مضمون لکھتے تو بسا اوقات ٹہلتے ہوئے لکھتے جاتے اور آہستہ آواز سے اُسے ساتھ ساتھ پڑھتے بھی جاتے۔ اُس وقت بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کوئی مضمون لکھ رہے تھے بڑی تیزی سے ٹہلتے جا رہے تھے اور ساتھ ساتھ پڑھتے جاتے تھے۔ دیوار کے قریب پہنچ کر جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام واپس مڑنے لگے تو مولوی برہان الدین صاحبؓ کہتے ہیں میں وہاں سے بھاگا تا آپ کہیں مجھے دیکھ نہ لیں۔ حافظ حامد علی صاحبؓ نے یا کسی اور نے پوچھا کیا ہوا؟ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زیارت کر لی؟ وہ کہنے لگے۔ بس پتہ لگ گیا اور پنجابی زبان میں کہنے لگے "جیہڑا کمرے وچ اتنا تیز تیز چلدا اے اُس نے کسی دُور جگہ ہی جانا ہے" یعنی جو کمرہ میں اس قدر تیز چل رہا ہے معلوم ہوتا ہے اُس کی منزلِ مقصود بہت دور ہے اور اُسی وقت آپ کے دل میں یہ بات جم گئی کہ آپ دنیا میں کوئی عظیم الشان کام کر کے رہیں گے۔ یہ ایک نکتہ ہے مگر اُس کو نظر آسکتا ہے جسے روحانی آنکھیں حاصل ہوں۔ وہ اُس وقت بغیر حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے کوئی بات کئے چلے گئے مگر چونکہ یہ بات دل میں جم چکی تھی اس لئے جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے دعویٰ کیا تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو احمدیت قبول کرنے کی توفیق دی اور پھر اِس قدر اخلاص بخشا کہ اُنہیں کسی کی مخالفت کی پرواہ ہی نہ رہی۔ تو تیزی کے ساتھ کام کرنے سے اوقات میں بہت بڑا فرق پڑ جاتا ہے۔

پس بچوں کو جلدی کام کرنے اور جلدی سوچنے کی عادت ڈالی جائے۔ مگر جلدی سے مراد جلد بازی نہیں بلکہ سوچ سمجھ کر تیزی سے کام کرنا ہے۔ جلد باز شیطان ہے لیکن سوچ سمجھ کر جلدی کا کام کرنے والا خدا تعالیٰ کا سپاہی ہے۔---------

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو میں نے دیکھا ہے کہ آپ دن بھر گھر کے اندر کام کرتے لیکن روزانہ ایک دفعہ سیر کے لئے ضرور جاتے اور 75-74 برس کی عمر کے باوجود سیر پر اس قدر باقاعدگی رکھتے کہ آج وہ ہم سے نہیں ہوسکتی۔ ہم بعض دفعہ سیر پر جانے سے رہ جاتے ہیں لیکن حضرت مسیح موعود علیہ السلام ضرور سیر کے لئے تشریف لے جاتے تو کھلی ہوا کے اندر چلنا پھرنا اور اُس سے فائدہ اٹھانا دماغ کے لئے بہت مفید ہوتا ہے اور جب تحریکِ جدید کے بورڈر کھلی ہوا میں رہ کر مشقّت کا کام کریں گے تو جہاں ان کی صحت اچھی رہے گی وہاں ان کا دماغ بھی ترقی کرے گا اور وہ دنیا کے لئے مفید وجود بن جائے گا۔

(خطباتِ محمود جلد 16 صفحہ 836 تا 839)

(تذکار مہدی صفحہ 209 تا 213)

***

ہر طرف آواز دینا ہے ہمارا کام آج جس کی فطرت نیک ہو وہ آئیگا انجام کار (حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

V-CARE
Food Plaza
Fast Food Restaurant

!! COME HUNGRY !! LEAVE HAPPY !!
Contact : 7250780760
Ramsar Chowk, Ram Das Gupta Path,
Bhagalpur - 812002 (Bihar)

طالبِ دعا : خالد ایوب (جماعت احمدیہ بھاگلپور، صوبہ بہار)

مجلس عرفان

امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ آئرلینڈ سے تعلق رکھنے والی ناصرات الاحمدیہ اور واقفاتِ نَو کے ایک وفد کی ملاقات

(بقیہ شمارہ 39)

عالمی انصاف کے پس منظر میں بڑی طاقتوں کے دہرے معیاروں پر حقیقت افروز تبصرہ اور راہنمائی

مورخہ ۱۲/اکتوبر ۲۰۲۵ء، بروز اتوار، امام جماعت احمدیہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ آئرلینڈ سے تعلق رکھنے والی ناصرات الاحمدیہ اور واقفاتِ نَو کے ایک وفد کو شرفِ ملاقات حاصل ہوا۔ یہ ملاقات اسلام آباد (ٹِلفورڈ) میں منعقد ہوئی۔ مذکورہ وفد نے خصوصی طور پر اس ملاقات میں شرکت کی غرض سے آئرلینڈ سے برطانیہ کا سفر اختیار کیا۔ جب حضورِ انور مجلس میں رونق افروز ہوئے تو آپ نے تمام شاملینِ مجلس کو السلام علیکم کا تحفہ عنایت فرمایا۔

ایک سوال حضورِ انور کی خدمتِ اقدس میں یہ پیش کیا گیا کہ

مسلمان حج کے موقع پر اپنے سر کیوں منڈواتے ہیں، اور کیا پہلے عمرہ کی ادائیگی کے بعد بھی سر منڈوانا چاہیے؟

اس پر حضورِ انور نے فرمایا کہ حج اور عمرہ میں سر shave کرنا چاہیے، لیکن قرآنِ شریف میں یہ لکھا ہوا ہے کہ اگر تمہارے سر پر کوئی بیماری ہے تو اُوپر سے ذرا سے بال کاٹ دو، بالکل shave نہ کرو اور عمرے میں بھی یہی ہے کہ بال shave بھی کر سکتے ہیں اور ذرا سے کاٹ بھی سکتے ہیں۔ یہ دونوں چیزیں جائز ہیں۔ یہ حالات پر de-pend کرتا ہے۔ shave کرلو تو اچھا ہے۔ اس طرح سے انسان اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں totally submit کر دیتا ہے، اس لیے یہ ایک gesture ہے جو انسان ظاہر کرتا ہے۔

ایک شریکِ مجلس نے سوال کیا کہ

کم عمر میں تہجد کی نماز پڑھنے کی عادت پیدا کرنے کا بہترین طریقہ کیا ہے؟

اس پر حضورِ انور نے فرمایا کہ determination، کہ مَیں نے اتنے بجے اُٹھنا ہے اور تہجد پڑھنی ہے، تو اُٹھو اور تہجد پڑھ لو۔ اگر انسان کہے کہ مجھے نیند آ رہی ہے، نہیں اُٹھنا، سویا ہوا ہوں، تو پھر ٹھیک ہے اس طرح عادت نہیں بنے گی۔ اس لیے حدیث میں بھی آیا ہے کہ جلدی سو جاؤ تا کہ تم جلدی اُٹھ کے تہجد اور نماز پڑھ سکو۔ تمہارے انگلش میں ایک proverb (ضرب المثل) بھی ہے کہ

Early to bed and early to rise, makes a man healthy, wealthy and wise.

حضورِ انور نے اس ضرب المثل کی روشنی میں فرمایا کہ پس اگر healthy, wealthy and wise بننا ہے، تو اس کے لیے پھر تہجد پڑھنا بھی ضروری ہے۔

ایک ناصرہ نے حضورِ انور کی خدمتِ اقدس میں عرض کیا کہ

مجھے آپ کے جمعہ کے خطبات کو سمجھنا مشکل لگتا ہے، کیونکہ مَیں سارے الفاظ نہیں سمجھ پاتی، حالانکہ میں گھر میں اُردو بولتی ہوں۔ نیز راہنمائی کی درخواست کی کہ مَیں آپ کے خطبات اور تقریروں کو بہتر رنگ میں سمجھنے کے لیے کیا کر سکتی ہوں؟

اس پر حضورِ انور نے توجہ دلائی کہ اب تو ایم ٹی اے پر ایک "Friday Sermon for Kids" پروگرام آتا ہے، اس میں اس کی gist، summary اور important points، وہ بچوں کے لیول کے اُوپر آ کے بتا دیتے ہیں۔ تم خطبہ کے بعد وہ پروگرام ایم ٹی اے پر دیکھ لیا کرو یا weekend پر یا اگلے week-end پر دیکھ لیا کرو، تو ساری باتیں وہ بتا دیتے ہیں، پھر آپ اسے بآسانی سمجھ سکتی ہیں۔

ایک شریکِ مجلس نے سوال کیا کہ میں کس طرح معلوم کر سکتی ہوں کہ اللہ تعالیٰ مجھ سے راضی ہے؟

اس پر حضورِ انور نے فرمایا کہ تمہیں پتا ہے کہ تم کون سے اچھے کام کرتی ہو اور کون سے بُرے، کون سے اچھے اعمال ہیں اور کون سے بُرے؟ جب تم اچھے کام کرو، تو اللہ میاں کہتا ہے کہ I am pleased with you اور اگر تم بُرے کام کرو، تو وہ کہتا ہے کہ I am not۔

ذاتی محاسبہ کی ضرورت پر زور دیتے ہوئے حضورِ انور نے فرمایا کہ تم خود ہی اپنے آپ کو judge کر لیا کرو کہ اگر آپ نے جھوٹ بولا تو یہ ایک بُرا عمل ہے، اللہ آپ سے خوش نہیں ہو گا۔ اگر ہر حالت میں سچ بولو گی، تو اللہ آپ سے خوش ہو گا۔ حضورِ انور نے اس نصیحت کا اعادہ فرمایا کہ تم خود ہی اپنے آپ کو judge کر لیا کرو، کسی اَور کو judge کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔

ایک لجنہ ممبر نے حضورِ انور کی خدمتِ اقدس میں عرض کیا کہ

بطور ایک نوجوان لڑکی کے مجھے بعض اوقات تعلیمی اور ذاتی ترقی کے دباؤ سے گھبراہٹ محسوس ہوتی ہے، مَیں کس طرح اللہ تعالیٰ کے میرے لیے مقرر کردہ منصوبے پر بھروسا کرنا سیکھ سکتی ہوں؟

اس پر حضورِ انور نے انتہائی بصیرت افروز عملی راہنمائی عطا فرمائی کہ یہ یقین رکھو کہ نیک کام کرو، اللہ تعالیٰ سے دعا کرو، تو اللہ تعالیٰ سنتا ہے۔ اسی طرح تجویز فرمایا کہ جب اس طرح سے stress ہو، تو دو نفل پڑھ لیا کرو یا سجدے میں دعا کیا کرو اور کچھ charity نکال دیا کرو، کسی غریب کی مدد کر دیا کرو۔ بہت ساری charity organisations ہیں، ان کو دے دیا۔ اپنے charity میں چندہ دے دیا، صدقہ دے دیا۔ There are a lot of things۔ جو غریبوں کی مدد کرنے کے لیے دے دو تو تمہارے heart کی satisfac-tion ہو گی۔

پھر درود شریف پڑھا کرو اور زیادہ پریشر لینے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ تمہارا پہلا کام پڑھائی کرنا ہے۔

حضورِ انور کے دریافت فرمانے پر سائل نے عرض کیا کہ وہ ان شاء اللہ ڈاکٹر بننا چاہتی ہیں۔ یہ سماعت فرما کر حضورِ انور نے فرمایا کہ پھر بغیر کسی tension کے پڑھائی کرو، اتنا easy بھی نہ ہو کہ آپ پاس ہو جاؤ گی۔ وقت پر پڑھائی کرو اور اللہ سے دعا کرو۔ جو سکول میں پڑھو تو پھر گھر آ کے اس کی revision کر لیا کرو۔ ساتھ کے ساتھ روز کا روز homework کر لو یا revision کر لو، تو تمہیں چیزیں یاد ہو جائیں گی۔ پھر جب تمہارے weekly یا monthly ٹیسٹ ہوں گے یا mock exams، ان سب میں تم پاس ہوتی جاؤ گی، تمہارے اچھے نمبر آئیں گے، تمہاری ایک مضبوط base ہو جائے گی۔

اسی طرح توکّل کی اہمیت کو واضح کرتے ہوئے سمجھایا کہ جب base اچھی ہو گی، تو تمہیں زیادہ tension لینے کی ضرورت نہیں ہے۔ پھر اللہ پر توکّل کرو کہ مَیں نے اپنی capacity کے حساب سے جو محنت تھی وہ کر لی اور دعا جو تھی وہ بھی مَیں نے اللہ میاں سے کر لی، چیریٹی اور صدقہ بھی دے دیا، اب اللہ میاں تجھ پر مَیں نے اپنا معاملہ چھوڑ دیا ہے۔ پھر اگر اس طرح توکّل کرو، تو اللہ تعالیٰ ضائع نہیں کرتا، ان شاء اللہ پاس کر دے گا۔

مزید برآں حضورِ انور نے غیر ضروری فکر اور پریشانی سے اجتناب برتنے کی بابت تلقین فرمائی کہ لیکن پریشان ہو کے ہر وقت گھومتے رہنا کہ مَیں کیا کروں، مَیں نے mathematics کا سوال کیا تھا، وہ ٹھیک تھا کہ غلط تھا یا بیالوجی کا مَیں نے فلاں سوال کیا تھا، وہ ٹھیک تھا اور فلاں چیز ٹھیک تھی یا نہیں، تو سوچتی رہو گی تو دماغ پر اثر ہو جائے گا اور کچھ بھی حاصل نہیں ہو گا۔ آخر میں دوبارہ نصیحت فرمائی کہ relax رہو، محنت کرو، دعا کرو، صدقہ دے دو and that's all، یہ توکّل ہے۔

ایک شریکِ مجلس نے راہنمائی کی درخواست کی کہ وہ

اپنے دہریہ دوستوں کو کیا جواب دے، جب وہ یہ سوال کرتے ہیں کہ اگر خدا ہے، تو پھر وہ دنیا میں ظلم کی اجازت کیوں دیتا ہے؟

اس پر حضورِ انور نے استفہامیہ انداز میں دریافت فرمایا کہ اللہ نے کہاں ظلم کی اجازت دی ہے، اللہ تو کبھی بھی ظلم کی اجازت نہیں دیتا، اللہ تو کہتا ہے کہ انصاف کرو۔ اللہ نے تو کہا ہے کہ جو unjust کرتے ہیں، مَیں ان کو سزا دوں گا، ان کو سزا ملے گی۔ انہیں اللہ کے غضب سے خوفزدہ ہونا چاہیے۔

حضورِ انور نے اسلام کے بلند معیارِ انصاف کو قرآنی تعلیم کی روشنی میں واضح فرمایا کہ اللہ میاں نے تو کہیں نہیں کہا کہ injustice کرو، اللہ تو کہتا ہے کہ تمہارا جسٹس کا لیول اور standard اتنا بلند ہونا چاہیے کہ اگر تمہیں اپنے parents کے متعلق بھی صحیح بات کہنی پڑے اور اگر ان کو سزا بھی ملتی ہو تو کہو، اگر تمہارے اپنے siblings کے بارے میں کہنا پڑے، تب بھی کہو، کسی بڑے آدمی کے بارے میں کہنا پڑے، تو بے شک سچی بات کرو تا کہ جسٹس قائم ہو۔ قرآن شریف میں تو بے شمار جگہ آیا ہے کہ انصاف کرو اور اگر تم نے انصاف نہ کیا تو تمہیں سزا دی جائے گی۔

عالمی انصاف کے پسِ منظر میں بڑی طاقتوں کے دُہرے معیاروں کی جانب حضورِ انور نے توجہ مبذول کروائی کہ یہ جو ایسا کہتے ہیں، وہ صرف اسلام پر الزام لگاتے ہیں، اسلام تو کہتا ہے کہ There should be absolute justice۔ یہ ان کی جسٹس ہے جو یہ لوگ کرتے ہیں۔ ان سے پوچھو کہ تم جسٹس کر رہے ہو، اسرائیل فلسطینیوں کو مار

کے جسٹس کر رہا ہے؟ وہ تو اس کو justify کر دیتے ہیں کہ انہوں نے یہ کیا یا وہ کیا، تو اس لیے جائز ہے Is it justice۔تم چھوٹی ہو، باقی بڑی ہیں، شاید بڑوں کو سمجھ آجائے۔یہاں United Nations ہے، انہوں نے پانچ ملکوں کے لیے ویٹو پاور رکھی ہوئی ہے، کیا یہ انصاف ہے؟ کیونکہ اگر ان کے خلاف بات ہو، if they speak in favour of some country، تو باقی امریکہ یا رشیا یا چائنا، وہ اس کو ویٹو کر دیتے ہیں، کیونکہ It is not in their interest۔تو جسٹس تو یہ لوگ نہیں کرتے۔اسلام تو جسٹس کرتا ہے۔اسلام تو بڑا حکم دیتا ہے کہ اپنے قریبیوں کے خلاف بھی اگر تمہیں بولنا پڑے تو تم بولو اور انصاف قائم کرو۔

آخر میں حضورِ انور نے قرآنی دلائل اور اس پر مبنی اپنے فرمودات کے نوٹس دوسروں کو بطور حوالہ پیش کرنے کی نصیحت فرمائی کہ قرآنِ شریف میں کئی جگہ لکھا ہوا ہے، ان کو بتایا کرو کہ قرآنِ شریف پڑھو، اپنے ابّا سے کہو یا اُمّی سے کہو کہ تمہیں آیتیں نکال کے بتا دیں۔ مَیں نے اس پر بہت ساری تقریریں کی ہوئی ہیں، ان میں سے نوٹ لے لو، اَور جگہوں پر بھی بیان کیا ہوا کہ کس طرح peace قائم کر سکتے ہیں، کس طرح absolute justice ہو سکتا ہے، وہ پڑھ کے اور نوٹ کر کے بتایا کرو کہ یہ دیکھو، اللہ میاں تو یہ کہتا ہے۔

ایک لجنہ ممبر نے سوال کیا کہ کیا

اللہ تعالیٰ بعض روحوں پر زیادہ بوجھ اس لیے ڈالتا ہے کہ وہ ان سے زیادہ محبّت کرتا ہے یا اس لیے کہ ان کو زیادہ طاقتور سمجھتا ہے؟

اس پر حضورِ انور نے انبیاء کی مشکلات اور صبر کے بارے میں فرمایا کہ انبیاء سب سے زیادہ مشکلات برداشت کرتے ہیں۔سوال کے نفسِ مضمون کی روشنی میں مزید وضاحت کرتے ہوئے آنحضرتؐ کی سیرتِ مبارکہ کی روشنی میں بیان فرمایا کہ ایک دفعہ ایک شخص نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ہاتھ لگایا، بڑا سخت جسم گرم تھا اور بخار تھا، لیکن آپ بیٹھے ہوئے آرام سے کام کر رہے تھے۔ اس نے پوچھا کہ آپؐ کو بھی بخار چڑھ جاتا ہے؟ انہوں نے فرمایا کہ ہاں! مجھے تم لوگوں سے زیادہ تکلیفیں ہوتی ہیں، بخار بھی چڑھتا ہے، اللہ تعالیٰ نے میرے اندر طاقت رکھی ہوئی ہے اور پھر مجھے اس نے برداشت کی طاقت بھی دی ہوئی ہے، کیونکہ اللہ جانتا ہے، لیکن مَیں اپنے کام نہیں چھوڑتا۔

اسی طرح آنحضرتؐ کی صبر و استقامت کی بابت مزید بیان فرمایا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھی اس پر لکھا ہے کہ انبیاء کو مشکلات آتی ہیں اور بہت زیادہ آتی ہیں۔مثال دی کہ مثلاً آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کئی بیٹے پیدا ہوئے اور فوت ہوئے لیکن صبر کیا، جنگوں میں زخم لگے مگر صبر کیا، کوئی ایسی بات نہیں کی، جبکہ بعض دفعہ دوسرے ایسے مواقع پر ہائے ہائے کر دیتے ہیں، اظہار ہی نہیں کیا۔ بلکہ اُحد کی جنگ میں زخمی ہونے کے بعد بھی جب مدینہ واپس گئے، تو باوجود زخموں کے، ایک نماز کے بعد اگلی نماز میں آ گئے تھے۔

آخر میں اللہ کے پیاروں کی آزمائشوں کے پیچھے کارفرما حکمت کی جانب توجہ دلاتے ہوئے حضورِ انور نے فرمایا کہ اللہ ان لوگوں کو طاقت دیتا ہے اور ان کی آزمائشیں دنیا کو بتانے کے لیے ہیں کہ دیکھو! یہ نہیں کہ جو اللہ کے پیارے ہیں، وہ آرام سے بیٹھے ہوئے ہیں، بڑی خوبصورت mattresses لگی ہوئی ہیں، comfortable بیڈز ہیں، cushion chairs ہیں اور اس پر بیٹھ کے آرام سے باتیں کر رہے ہیں، ان کو بھی تکلیفیں ہوتی ہیں تا کہ لوگوں کو بھی پتا لگے کہ وہ بھی ساری تکلیفوں سے گزرے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ اُن کو طاقت دیتا ہے۔

ملاقات کے اختتام پر حضورِ انور نے تمام شاملینِ مجلس کو از راہِ شفقت قلم کا تحفہ بطورِ تبرک بھی عطا فرمایا۔

مزید برآں شاملینِ مجلس میں سے ایک ناصرہ نے اپنی خطاطی حضورِ انور کی خدمتِ اقدس میں بغرضِ دستخط پیش کرنے کی بھی سعادت حاصل کی۔ اس پر حضورِ انور نے انتہائی شفقت سے فرمایا کہ مَیں اس پر تمہارے قلم سے ہی دستخط کر دیتا ہوں نیز بعد ازاں از راہِ شفقت خطاطی پر دستخط فرما دیے۔ اسی دوران حضورِ انور نے انتہائی محبّت بھرے انداز میں اس کے بہن بھائیوں کی تعداد کے بارے میں بھی دریافت فرمایا، اس کے عرض کرنے پر فرمایا کہ اچھا! تم دو بہن بھائی ہو، نیز مزید دریافت فرمایا کہ لڑتے ہو یا نہیں؟ جس پر ناصرہ نے انتہائی معصومیت اور سادگی سے عرض کیا کہ تھوڑا سا۔ اس پر حضورِ انور سمیت تمام شاملینِ مجلس مسکرا دیے اور اس مختصر مکالمے سے خوب محظوظ ہوئے۔

آخر پر حضورِ انور نے فرمایا کہ چلو جی السلام علیکم!

(بحوالہ الفضل انٹرنیشنل 23 اکتوبر 2025ء)

☆...☆...☆

ارشاد باری تعالیٰ

سُبۡحٰنَکَ لَا عِلۡمَ لَنَاۤ اِلَّا مَا عَلَّمۡتَنَا

(البقرۃ:۳۳)

یعنی اے خداوند بزرگ ہمیں کچھ علم نہیں مگر وہ جو تو نے ہمیں سکھایا

طالب دعا : (Dr. Atiya (France

131واں جلسہ سالانہ قادیان
مورخہ 27،26،25 دسمبر 2026ء کو منعقد ہوگا

سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 131 ویں جلسہ سالانہ قادیان 2026ء کیلئے مورخہ 27،26،25 دسمبر (بروز جمعہ، ہفتہ، اتوار) کی تاریخوں کی منظوری مرحمت فرمائی ہے۔احباب جماعت ابھی سے دعاؤں کے ساتھ اس مبارک جلسہ میں شمولیت کی نیت کر کے تیاری شروع کر دیں۔ اللہ تعالیٰ زیادہ سے زیادہ احباب جماعت کو اس للّٰہی جلسہ سے فیضیاب ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ نیز جو دعائیں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے شاملین جلسہ کیلئے کی ہیں ہم سب کو ان کا وارث بنائے۔ آمین۔ اسی طرح اس جلسہ سالانہ کے ہر لحاظ سے کامیاب اور بابرکت ہونے نیز سعید روحوں کی ہدایت کا موجب بننے کیلئے دعائیں جاری رکھیں۔

(ناظر اصلاح وارشاد مرکزیہ قادیان)

❋❋❋

ارشاد باری تعالیٰ

وَقَالَ الرَّسُوۡلُ یٰرَبِّ اِنَّ قَوۡمِی اتَّخَذُوۡا ہٰذَا الۡقُرۡاٰنَ مَہۡجُوۡرًا

(الفرقان:31)

ترجمہ: اور رسول کہے گا اے میرے رب! یقیناً میری قوم نے اس قرآن کو متروک کر چھوڑا ہے۔

طالب دعا : سید عارف احمد، والد و والدہ مرحومہ اور فیملی و مرحومین (ننگل باغبانہ، قادیان)

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت حسنؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

’’اپنے مریضوں کا علاج صدقہ و خیرات سے کرو اور بلاؤں کے طوفان کا دعا اور تضرّع سے مقابلہ کرو‘‘۔

(الترغیب والترھیب کتاب الصدقات باب الترغیب فی اداء الزکوٰۃ)

طالب دعا : شیخ صادق علی و افراد خاندان (جماعت احمدیہ تالبر کوٹ، صوبہ اڈیشہ)

کام جو کرتے ہیں تیری راہ میں پاتے ہیں جزا ☆ مجھ سے کیا دیکھا کہ یہ لطف و کرم ہے بار بار (المسیح الموعودؑ)

LOVE FOR ALL HATRED FOR NONE

WATCH SALES & SERVICE
LCD LED SMART TV
VCD & CD PLAYER
EXPORT AND IMPORT GOODS
AND ALL KIND OF ELECTRONICS
AVAILABLE HERE

Prop. NASIR SHAH Contact.03592-226107,281920, +91-7908149128
NEAR LAAL BAZAR, AHMADIYYA MUSLIM MISSION GANGTOK SIKKIM

JYOTI SAW MILL

SAWMILL

SK. ZAHOOR AHMAD
IDCO, Plot No.2, At-Ampore
P.O Kenduapada Dist - Bhadrak - 756112 (Odisha)
Mobile No. 9861330620 & 7008841940

طالب دعا : شیخ ظہور احمد (جماعت احمدیہ بھدرک، صوبہ اڈیشہ)

M.F. STEELS & ALUMINIUM

Deals in All types of
Aluminium chennels, Section &
Steels, Pipes, Tubes, ACP, Sheet etc.

Sk. Muneer Ahmed
7008220172 9437147910
ahmedmuneersk@gmail.com

طالب دعا : شیخ منیر احمد (جماعت احمدیہ بھدرک، صوبہ اڈیشہ)

نماز جنازہ حاضر و غائب

حضورِ انور ایّدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ۲۶/فروری ۲۰۲۶ء بروز جمعرات بارہ بجے بعد دوپہر اسلام آباد (ٹلفورڈ) میں اپنے دفتر سے باہر تشریف لا کر مکرم طیب احمد صاحب ابن مکرم چودھری مبارک احمد صاحب (آف شرلی۔یوکے) کی نماز جنازہ حاضر اور چھ مرحومین کی نمازِ جنازہ غائب پڑھائی۔

نماز جنازہ حاضر

مکرم طیب احمد صاحب ابن مکرم چودھری مبارک احمد صاحب (آف شرلی۔یوکے)

13/فروری کو 61 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ مرحوم شرلی سے نماز جمعہ کی ادائیگی کے لیے بیت الفتوح آرہے تھے کہ راستے میں اچانک دل کا دورہ پڑنے سے اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔مرحوم صوم وصلوٰۃ کے پابند، خلافت سے وفا کا تعلق رکھنے والے ایک نیک اور مخلص خادم سلسلہ تھے۔لاہور میں آپ کو قائد مجلس خدام الاحمدیہ کے علاوہ ضلعی عاملہ میں بھی خدمت کا موقعہ ملا۔ یوکے آنے کے بعد بھی ہمیشہ جماعتی کاموں میں سرگرم رہے اور بیت الفتوح ریجن میں زعیم اعلیٰ مجلس انصار اللہ اور سیکرٹری ضیافت کے علاوہ جلسہ سالانہ یوکے پر بطور ناظم مرکزی مہمانان خدمت کی توفیق پائی۔مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ دو بیٹے اور دو بیٹیاں شامل ہیں۔

نماز جنازہ غائب

۱۔مکرم محمد احمد صاحب (سابق صدر جماعت کوٹ سوندھا ضلع شیخوپورہ)

9/جنوری 2026ء کو 86 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ آپ تقریباً تیس سال سے زائد عرصہ اپنی جماعت کوٹ سوندھا ضلع شیخوپورہ کے صدر رہے۔ 1974ء کے ابتلا میں ایک دن مخالفین کے جلوس نے آپ کو پکڑ کر تشدد کا نشانہ بنایا تو آپ نے اس موقعہ پر بڑی بہادری اور ثابت قدمی کا مظاہرہ کیا۔جب وہ لوگ آپ کو ڈنڈوں سے مارتے تو آپ بلند آواز سے کلمہ طیّبہ پڑھتے جاتے۔آپ کو عبادت سے خاص شغف تھا۔ایک نماز کے بعد دوسری نماز کا انتظار کرنا، بار بار نماز کے وقت کا پوچھنا، بچوں کو نماز کی تلقین کرنا ان کی عادت میں شامل تھا۔تہجد میں باقاعدہ تھے اور روزانہ بلند آواز سے قرآن کریم کی تلاوت کیا کرتے تھے۔اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنے گھر میں مسجد بنانے کی بھی توفیق دی۔آپ بڑے مہمان نواز تھے۔واقفین زندگی اور جماعتی عہدیداروں کے ساتھ بہت احترام اور ادب سے پیش آنے والے ایک مخلص فدائی احمدی تھے۔مالی قربانی بھی بڑی بشاشت سے کرتے۔بچے اگر کوئی رقم ذاتی خرچ کے لیے دیتے تو اسے اپنی ذات پر خرچ نہ کرتے بلکہ چندہ کی رسید کٹوا لیتے۔مرحوم کو جماعتی کتب کے مطالعہ کا بھی بہت شوق تھا۔حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور خلفاء کی بہت سی نظمیں، اقتباسات اور دعائیں زبانی یاد تھیں جنہیں بڑے والہانہ انداز میں سنایا کرتے تھے۔اکثر الفضل اپنی جیب میں رکھتے تھے۔خلافت سے گہرا عشق تھا۔ایم ٹی اے کے بڑے دیوانے تھے۔آپ نے بڑی پاکیزہ اور درویشانہ زندگی گزاری اور کم وسائل کے باوجود بچوں کو اعلیٰ تعلیم دلوائی اور اولاد کی بہت اچھی تربیت کی۔مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ تین بیٹیاں اور پانچ بیٹے اور پوتے پوتیاں اور نواسے نواسیاں شامل ہیں۔آپ مکرم ناصر احمد قمر صاحب کے والد تھے۔

۲۔مکرمہ اقبال بی بی صاحبہ اہلیہ مکرم محمود احمد صاحب مرحوم (چک نمبر 275 رب کرتارپور تحصیل وضلع فیصل آباد)

13/جنوری 2026ء کو 75 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئیں۔اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ مرحومہ صوم وصلوٰۃ کی پابند، مہمان نواز، بڑی غریب پرور اور خوش اخلاق خاتون تھیں۔اپنی آخری بیماری میں بھی جب تک ہوش میں رہیں نماز نہیں چھوڑی۔خلافت کے ساتھ گہرا اخلاص و وفا کا تعلق تھا۔وفات سے پہلے خطبہ جمعہ کے وقت گھر والوں نے ان کی بیماری کی وجہ سے ان کے خطبہ سننے کا انتظام نہ کیا تو خود کہہ کر انتظام کروایا اور اپنی زندگی کا آخری خطبہ جمعہ بھی پوری توجہ اور انہماک سے سنا۔مرحومہ موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں دو بیٹیاں اور چار بیٹے اور بہت سے پوتے پوتیاں نواسے نواسیاں شامل ہیں۔

۳۔مکرم رانا عبد الرزاق خان صاحب ابن مکرم عبد الجبار صاحب (جرمنی)

10/جنوری 2026ء کو 85 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ آپ کے دادا حضرت چودھری غلام قادر خان صاحب رضی اللہ عنہ، نانا حضرت چودھری عبد الواحد خان صاحب رضی اللہ عنہ اور پڑنانا حضرت چودھری رحمت خان صاحب رضی اللہ عنہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابہ میں سے تھے۔مرحوم نے پاکستان ایئر فورس میں چیف وارنٹ آفیسر کے عہدے سے ریٹائر ہونے کے بعد کراچی میں رہائش رکھی۔آپ نے آٹھ سال اپنی جماعت کے صدر کے علاوہ مختلف شعبہ جات میں خدمت کی توفیق پائی۔آپ کے داماد مکرم رانا ظفر اللہ خان صاحب کو سانگھڑ میں جمعہ کی نماز سے واپسی پر شہید کر دیا گیا تھا۔اس کے بعد پھر آپ مخالفت کی وجہ سے اپنی فیملی کے ساتھ جرمنی آ گئے۔مرحوم پنجوقتہ نمازوں کے پابند، جماعت سے اخلاص و وفا کا تعلق رکھنے والے ایک نیک فطرت انسان تھے۔مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں دو بیٹے اور دو بیٹیاں شامل ہیں۔

۴۔مکرمہ امۃ الرشید صاحبہ اہلیہ مکرم محمد صدیق صاحب (ربوہ)

7/جنوری 2026ء کو 86 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئیں۔اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ آپ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی حضرت میاں پیر محمد صاحب پیر کوٹی رضی اللہ عنہ کی پوتی اور مکرم مولوی محمد عبد اللہ صاحب پیر کوٹی (آف بشیر آباد اسٹیٹ سندھ) کی بیٹی تھیں۔مرحومہ صوم وصلوٰۃ اور تلاوت قرآن کریم کی پابند، دینی شعار کا خیال رکھنے والی ایک نیک اور مخلص خاتون تھیں۔بچوں کی بڑی اچھی تربیت کی اور گھر میں روزانہ بچوں کی تربیتی کلاس کرواتی تھیں۔مرحومہ موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں دو بیٹیاں اور پانچ بیٹے شامل ہیں۔آپ مکرم محمد عثمان شاہد صاحب اور مکرم محمد لقمان صاحب کی والدہ تھیں۔ان کے علاوہ آپ کے ایک بیٹے مکرم نعمان احمد صاحب یوکے میں ریجنل امیر کے طور پر اور دوسرے بیٹے مکرم ڈاکٹر محمد ابراہیم صاحب غانا میں خدمت کی توفیق پا رہے ہیں۔

۵۔مکرمہ رشیدہ بیگم صاحبہ اہلیہ مکرم بشیر احمد صاحب مرحوم (جرمنی)

15/جنوری 2026ء کو 80 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئیں۔اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ مرحومہ کا نظام جماعت اور خلافت کے ساتھ اخلاص کا تعلق تھا۔نمازوں اور تلاوت قرآن کریم کی پابند، بڑی پرہیزگار اور اچھے اخلاق کی مالک ایک نیک خاتون تھیں۔چندوں میں بڑی باقاعدہ اور دیگر مالی تحریکات میں بھی حصہ لیتی تھیں۔آپ نے بچوں کی اچھی تربیت کی۔آپ کے سب بچے جماعت سے مضبوط تعلق رکھنے والے اور خدمت کرنے والے ہیں۔مرحومہ موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں دو بیٹے، دو بیٹیاں اور پوتے پوتیاں اور نواسے نواسیاں شامل ہیں۔

۶۔مکرم گلزار احمد صاحب ابن مکرم خدا بخش صاحب (محلہ دار الفتوح ربوہ۔حال پٹنی یوکے)

3/جنوری 2026ء کو 74 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ مرحوم خود بھی اور ان کے والد بلکہ ساری فیملی ربوہ کے ابتدائی آباد کاروں میں سے تھے اور گولبازار ربوہ میں ”گلزار احمد سبزی فروش“ کے نام سے سبزی کا کاروبار کرتے تھے۔آپ 2013ء میں اہلیہ کے ساتھ یوکے آ گئے تھے۔مرحوم بڑے مخلص، نیک اور جماعت کے فدائی وجود تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ ایک بیٹی اور پانچ بیٹے شامل ہیں۔مرحوم مکرم ادریس احمد صاحب ڈار (کارکن جامعہ احمدیہ برطانیہ) کے پھوپھی زاد بھائی تھے۔

اللہ تعالیٰ تمام مرحومین سے مغفرت کا سلوک فرمائے اور انہیں اپنے پیاروں کے قرب میں جگہ دے۔ اللہ تعالیٰ ان کے لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے اور ان کی خوبیوں کو زندہ رکھنے کی توفیق دے۔آمین

☆...☆...☆

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

”سچی خوشحالی اور راحت تقویٰ کے بغیر حاصل نہیں ہوتی۔اور تقویٰ پر قائم ہونا گویا زہر کا پیالہ پینا ہے“

(ملفوظات جلد 3 صفحہ 90۔ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

طالب دعا: آٹو ٹریڈرز (16 بینٹنگ لین کلکتہ 70001) دوکان: 2248-5222 رہائش: 2237-8468

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

”شرک کی مثال افیم کی ہے کہ وہ عادت ہو جاتی ہے جس کا چھوڑنا محال ہے۔“

(ملفوظات جلد 3 صفحہ 344۔ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

طالب دعا: برہان الدین چراغ ولد چراغ الدین صاحب مرحوم مع فیملی، افراد خاندان و مرحومین، ننگل باغبانہ، قادیان

ارشاد حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

یہ اعزاز، یہ عہدہ، یہ خدمت کا فائدہ تبھی ہے جب دوسرے کو فائدہ پہنچانے کی سوچ ہو، نیک نیتی ہو، اپنے اعمال کی اصلاح کی طرف توجہ ہو اور سچائی پر قائم رہنے والا انسان ہو، تقویٰ پر چلنے والا ہو۔

(خطبہ جمعہ 21/جون 2013ء)

طالب دعا: افراد خاندان مکرم شکیل احمد گنائی صاحب مرحوم (دار الرحمت، جماعت احمدیہ ریشی نگر، کشمیر)

خطبہ جمعہ بطرز سوال و جواب

مذہب کے نام پر دہشت گردی اور افراتفری کا عالم

خطبہ جمعہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 23/ نومبر 2007ء بطرز سوال و جواب
بمنظوری سیدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

سوال حضور اقدس نے دنیا کی عمومی صورتِ حال کیا بیان کی؟

جواب دنیا کے مختلف ممالک میں سیاسی، مذہبی، معاشی اور داخلی مسائل کے باعث افراتفری، خوف، فساد اور بے چینی پائی جاتی ہے۔

سوال کیا مذہب دہشت گردی کی تعلیم دیتا ہے؟

جواب ہرگز نہیں۔ مذہب کبھی دہشت گردی کی تعلیم نہیں دیتا، خصوصاً اسلام کی تعلیم تو کلیتاً دہشت گردی اور ظلم کے خلاف ہے۔

سوال احمدی دنیا کے حالات سے کیوں پریشان ہوتے ہیں؟

جواب کیونکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے احمدیوں کے دلوں میں خدا کا خوف اور بنی نوع انسان سے حقیقی ہمدردی پیدا فرمائی ہے۔

سوال حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت کا ایک بنیادی مقصد کیا تھا؟

جواب ایمان کو مضبوط کرنا، خدا تعالیٰ کا وجود لوگوں پر ثابت کرنا، دلوں میں تقویٰ پیدا کرنا اور سچائی و ایمان کا زمانہ دوبارہ قائم کرنا آپؑ کی بعثت کے اہم مقاصد میں شامل تھا۔

(کتاب البریہ، روحانی خزائن جلد 13، ص293-291 حاشیہ)

سوال حضرت مسیح موعود علیہ السلام ے خدا اور مخلوق کے تعلق کے بارے میں کیا فرمایا؟

جواب آپؑ نے فرمایا کہ خدا اور اس کی مخلوق کے درمیان پیدا ہونے والی کدورت کو دور کر کے محبت و اخلاص کا تعلق قائم کرنا اور مذہبی جنگوں کا خاتمہ کر کے صلح کی بنیاد ڈالنا آپؑ کے کاموں میں شامل ہے۔

(لیکچر لاہور، روحانی خزائن جلد 20، ص180)

سوال قرآن شریف کے بڑے احکام کون سے دو بیان ہوئے ہیں؟

جواب توحید، محبت اور اطاعتِ باری تعالیٰ؛ اور دوسرا اپنے بھائیوں اور تمام بنی نوع انسان سے ہمدردی۔ (ازالہ اوہام، روحانی خزائن جلد 3، ص550)

سوال ہر احمدی کی بنیادی ذمہ داری کیا ہے؟

جواب خدا سے ذاتی تعلق پیدا کرنا، توحید کو قائم کرنے کی کوشش کرنا اور ہر وقت مخلوقِ خدا کی ہمدردی و خدمت میں کوشاں رہنا۔

سوال دنیا میں امن قائم کرنے کے لیے کیا پیغام دینا چاہیے؟

جواب لوگوں کو خدا تعالیٰ کو پہچاننے، اس کے قوانین پر عمل کرنے اور اس کے بھیجے ہوئے کی مخالفت و استہزاء سے باز آنے کی طرف توجہ دلانی چاہیے۔

سوال جماعت احمدیہ مصیبت زدہ انسانوں کے ساتھ کیا سلوک کرتی ہے؟

جواب جماعت مذہب، قوم یا سابقہ مخالفت کی پروا کیے بغیر مصیبت زدہ اور ضرورت مند انسانوں کی خدمت کرتی ہے اور ہمدردئ بنی نوع انسان کو اپنا فرض سمجھتی ہے۔

سوال مخالفین کے ظلم کے باوجود جماعت احمدیہ خدمتِ انسانیت کیوں جاری رکھتی ہے؟

جواب کیونکہ حضرت مسیح موعودؑ نے بنی نوع انسان سے سچی ہمدردی کو اپنے اہم کاموں میں شمار فرمایا ہے؛ اس لیے مخالفت بھی خدمت کے جذبے کو ختم نہیں کر سکتی۔

سوال پاکستان کے حالات کی خرابی کی بنیادی وجہ کیا بیان کی گئی؟

جواب ایمان کی کمزوری، دنیاوی جاہ و مراتب کی محبت، قانون و انصاف کے دوہرے معیار اور اللہ تعالیٰ کے احکام سے روگردانی کو بے چینی اور فساد کی بنیادی وجوہ میں بیان کیا گیا ہے۔

سوال حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے افغانستان کے واقعہ کے متعلق کیا تسلی دی؟

جواب آپؑ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے تسلی دی گئی کہ اگر جماعت کے دو افراد شہید بھی ہو گئے تو خدا جماعت کے ساتھ ہے اور ان کے عوض ایک قوم جماعت میں شامل ہو گی۔ (تذکرۃ الشہادتین، روحانی خزائن جلد 20، ص73)

سوال افغانستان کے بارے میں حضرت مسیح موعودؑ کا انذار کیا تھا؟

جواب آپؑ نے کابل کی سرزمین پر ہونے والے ظلم کو ایک عظیم جرم قرار دیا اور اسے خدا کی نظر سے گر جانے والی بدقسمت زمین قرار دیا۔ (تذکرۃ الشہادتین، روحانی خزائن جلد 20، ص74)

سوال انڈونیشیا کے احمدیوں کو مخالفت کے مقابلے پر کیا ہدایت دی گئی؟

جواب قانون کو ہاتھ میں نہ لیں، قانونی دائرے میں رہتے ہوئے اپنے حقوق حاصل کریں اور مخالفت کے باوجود ہمدردئ خلق اور تبلیغِ اسلام کا کام جاری رکھیں۔

سوال مصیبت اور ظلم کے وقت احمدی کو کیا کرنا چاہیے؟

جواب صبر، نماز اور دعا کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے مدد مانگنی چاہیے اور اپنی دینی ذمہ داریوں کو ثابت قدمی سے ادا کرتے رہنا چاہیے۔

سوال قرآن کریم نے صبر و صلوٰۃ کے بارے میں کیا حکم دیا ہے؟

جواب اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَاسۡتَعِیۡنُوۡا بِالصَّبۡرِ وَالصَّلٰوۃِ یعنی صبر اور نماز کے ساتھ اللہ سے مدد مانگو؛ یقیناً اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔

(البقرۃ: 46، 154)

سوال ظلم کا جواب ظلم سے دینے سے کیوں روکا گیا ہے؟

جواب کیونکہ احمدی کی ذمہ داری صراطِ مستقیم پر قائم رہنا، صبر کرنا اور اللہ تعالیٰ کی مدد طلب کرنا ہے؛ مخالفین کے ظلم کی وجہ سے خود ظلم یا بے صبری اختیار نہیں کرنی چاہیے۔

سوال حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جماعت کے مستقبل کے بارے میں کیا خوشخبری دی؟

جواب آپؑ نے فرمایا کہ جماعت خدا کے ہاتھ کا بویا ہوا بیج ہے، جو بڑھے گا، پھولے گا اور ایک بڑا درخت بن جائے گا؛ جو لوگ ابتلاؤں میں صبر اور صدق کے ساتھ ثابت قدم رہیں گے وہ آخر فتح یاب ہوں گے۔

(رسالہ الوصیت، روحانی خزائن جلد 20، ص309)

سوال حقیقی مومنوں کی کیا خصوصیت بیان ہوئی ہے؟

جواب ان کا ایمان دنیاوی آمیزش، نفاق اور بزدلی سے پاک ہوتا ہے اور وہ اطاعت میں ثابت قدم رہتے ہیں؛ ایسے لوگ اللہ تعالیٰ کے پسندیدہ اور صدق کے قدم پر چلنے والے ہیں۔

سوال اس خطبہ کا مرکزی پیغام کیا ہے؟

جواب خدا تعالیٰ سے مضبوط تعلق، توحید کا قیام، بنی نوع انسان سے ہمدردی، قانون کی پابندی، ظلم کے مقابلے میں صبر، نماز و دعا اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے تعلیم پر ثابت قدمی ہی حقیقی امن اور کامیابی کا راستہ ہے

***

جہیز اور بری کی نمائش

حضرت اقدس امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

”شادی بیاہ کے موقع پر بعض فضول قسم کی رسمیں ہیں۔ جیسے بری کو دکھانا یا وہ سامان جو دلہا والے دلہن کے لئے بھیجتے ہیں اس کا اظہار، پھر جہیز کا اظہار۔ باقاعدہ نمائش لگائی جاتی ہے۔ اسلام تو صرف حق مہر کے اظہار کے ساتھ نکاح کا اعلان کرتا ہے۔ باقی سب فضول رسمیں ہیں۔ ایک تو بری یا جہیز کی نمائش سے اُن لوگوں کا مقصد جو صاحبِ توفیق ہیں صرف بڑھائی کا اظہار کرنا ہوتا ہے کہ دیکھ لیا ہمارے شریکوں نے بھائی بہن یا بیٹا بیٹی کو شادی پر جو کچھ دیا تھا ہم نے دیکھو کس طرح اس سے بڑھ کر دیا ہے صرف مقابلہ اور نمود و نمائش ہے۔۔۔ صرف رسموں کی وجہ سے، اپنا ناک اونچا رکھنے کی وجہ سے غریبوں کو مشکلات میں، قرضوں میں نہ گرفتار کریں اور دعویٰ یہ کہ ہم احمدی ہیں اور بیعت کی دس شرائط پر پوری طرح عمل کریں گے۔۔۔ جبکہ بیعت کرنے کے بعد تو وہ عہد کر رہا ہے کہ ہوا ہوس سے باز آجائے گا اور اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی حکومت مکمل طور پر اپنے اوپر طاری کر لے گا۔ اللہ اور رسول ہم سے کیا چاہتے ہیں، یہی کہ رسم رواج اور ہوا و ہوس چھوڑ کر میرے احکامات پر عمل کرو“

(شرائط بیعت اور احمدی کی ذمہ داریاں صفحہ 101-102-103)

شعبہ رشتہ ناطہ
نظارت اصلاح ارشاد مرکزیہ قادیان

***

ارشاد حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

”ہر وہ شخص جس کو اللہ کی ذات پر یقین ہے، اس بات پر یقین رکھتا ہے کہ آخرت کا ایک دن مقرر ہے جہاں اس کا حساب کتاب ہو گا اور اس کی تیاری کے لئے وہ کثرت سے اللہ تعالیٰ کو یاد کرتا ہے، اس کی عبادت کرتا ہے تو اس کو پھر ان راستوں پر چلنا ہو گا جن پر آنحضرت ﷺ نے ہمیں چل کر دکھایا ہے۔ تبھی اللہ تمہاری ان دعاؤں اور اس کا قرب پانے کی امیدوں پر بھی نظر کرے گا۔“
(خطبہ جمعہ ۱۷/دسمبر ۲۰۰۴ء مطبوعہ الفضل انٹرنیشنل ۳۱/دسمبر ۲۰۰۴ء)

طالب دعا: بی.ایس. عبد الرحیم ولد مکرم شیخ علی صاحب مرحوم (صدر جماعت احمدیہ منگلور، کرناٹک)

HOTEL
HOTEL FIRDOUS
SALANDI BY PASS (BHADRAK)
Nearest to Bus Stand & Railway Station
A/C & Non A/C Rooms, Marriage & Confrence Hall, Laundry Facility
Landline : 06784-240620 Mobile : 9078517843, 7852974737

طالب دعا: شیخ طاہر احمد (جماعت احمدیہ بھدرک، صوبہ اڈیشہ)

خطبہ جمعہ بطرز سوال و جواب

توحید خالص کے قیام کے لئے آنحضرت ﷺ کے ارشادات اور عملی اقدام

خطبہ جمعہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 27/مارچ 2026ء بطرز سوال و جواب

بمنظوری سیدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

سوال آنحضرت ﷺ کی بعثت کا بنیادی مقصد کیا تھا؟

جواب آنحضرت ﷺ کی بعثت کے بنیادی مقاصد میں ایک عظیم مقصد اللہ تعالیٰ کی توحید قائم کرنا، شرک کو مٹانا اور دنیا کو خدائے واحد کی عبادت اور اس کی عظمت کی طرف بلانا تھا۔ آپؐ نے اپنی پوری زندگی میں توحید کے قیام کے لیے غیر معمولی جدوجہد فرمائی۔

سوال آنحضرت ﷺ نے توحید کے قیام کے لیے کیا عملی جدوجہد فرمائی؟

جواب آپؐ نے مکہ میں مشرکین کی شدید مخالفت کے باوجود توحید کا اعلان کیا اور فتح مکہ کے موقع پر خانۂ کعبہ کو 360 بتوں سے پاک کر دیا۔ اس کے ساتھ آپؐ نے صحابہؓ کے دلوں میں بھی توحید اس طرح قائم فرمائی کہ وہ اللہ تعالیٰ کے سچے موحد اور توحید کے علمبردار بن گئے۔

سوال اہلِ طائف کے بت لات کے بارے میں آنحضرت ﷺ کا طرزِ عمل کیا تھا؟

جواب اہلِ طائف نے درخواست کی کہ ان کے بت لات کو کچھ عرصہ نہ گرایا جائے، حتیٰ کہ صرف ایک ماہ کی مہلت بھی مانگی، لیکن آنحضرت ﷺ نے توحید کے معاملہ میں کسی قسم کی مداہنت قبول نہ فرمائی اور حضرت ابوسفیانؓ اور حضرت مغیرہ بن شعبہؓ کو بھیج کر اسے گروا دیا۔

سوال صحابہؓ کو آنحضرت ﷺ نے اپنی تعریف میں مبالغہ کرنے سے کیوں منع فرمایا؟

جواب کیونکہ آپؐ چاہتے تھے کہ اللہ تعالیٰ کی توحید ہر حال میں محفوظ رہے اور کوئی شخص آپؐ کو اللہ تعالیٰ کے مقام کے برابر یا اس سے بڑھ کر نہ سمجھے۔ آپؐ نے فرمایا کہ میری تعریف میں ایسا مبالغہ نہ کرو جیسا نصاریٰ نے حضرت عیسیٰؑ کے بارے میں کیا؛ میں اللہ تعالیٰ کا بندہ اور اس کا رسول ہوں۔

سوال توحید کے مقابلے میں کسی انسان یا چیز پر ایسا انحصار کرنا کہ اسے اللہ تعالیٰ کا قائم مقام سمجھ لیا جائے، کیا حیثیت رکھتا ہے؟

جواب اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی بھی چیز پر انحصار شرک کا پہلو پیدا کرسکتا ہے۔ اس لیے ہر شخص کو نہایت باریکی سے اپنا جائزہ لینا چاہیے کہ کہیں اس کے عقائد، اعمال یا طرزِ زندگی میں شرک کا کوئی پہلو تو موجود نہیں۔

سوال شرک کو قرآن کریم نے کس نام سے بیان فرمایا ہے؟

جواب قرآن کریم نے شرک کو ''ظلمِ عظیم'' قرار دیا ہے۔ صحابہؓ نے جب اپنے عام گناہوں کے بارے میں تشویش ظاہر کی تو اللہ تعالیٰ نے واضح فرمایا کہ شرک ہی وہ بڑا ظلم ہے جس سے ایمان کو پاک رکھنا ضروری ہے۔

سوال ایمان کے کامل ہونے کے لیے شرک سے پاک ہونا کیوں ضروری ہے؟

جواب کیونکہ شرک انسان کے مقامِ عبدیت کو برباد کرتا ہے۔ جب انسان اللہ تعالیٰ کے مخصوص حقوق، یعنی عبادت، محبت اور اطاعت میں کسی دوسرے کو شریک کرتا ہے تو وہ اپنے اصل مقصدِ پیدائش سے ہٹ جاتا ہے۔ کامل ایمان وہی ہے جو شرک اور ظلم کی آمیزش سے پاک ہو۔

سوال سورۃ الاخلاص کو ثلثِ قرآن کیوں قرار دیا گیا ہے؟

جواب سورۃ الاخلاص میں نہایت جامع انداز میں اللہ تعالیٰ کی وحدانیت، بے نیازی اور ہر قسم کی شرک سے پاک ہونے کا مضمون بیان ہوا ہے۔ حضرت مصلح موعودؓ نے وضاحت فرمائی کہ اس کا ''ثلثِ قرآن'' ہونا اس کے حجم کی وجہ سے نہیں بلکہ اس کے مضمون کی غیر معمولی اہمیت کی وجہ سے ہے؛ قرآن کریم کا بنیادی کام توحید کو ثابت کرنا اور باطل عقائد کی تردید کرنا ہے۔

سوال سورۃ الاخلاص اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کو کس طرح بیان کرتی ہے؟

جواب اس میں اللہ تعالیٰ کے ایک ہونے، بے نیاز ہونے، اس کے نہ کسی کا بیٹا ہونے، نہ وہ کسی کا بیٹا ہونے اور اس کا کوئی ہمسر نہ ہونے کو بیان کیا گیا ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ نے اس کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ عدد، مرتبہ، نسب اور فعل و تاثیر، ہر قسم کی شرکت سے پاک اور یگانہ ہے۔

سوال حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے نزدیک حقیقی توحید کیسے حاصل ہوتی ہے؟

جواب حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ یقینی توحید نبی کے ذریعہ ملتی ہے۔ آنحضرت ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی زندہ قدرتوں اور نشانات کے ذریعے لوگوں کے دلوں میں خدا تعالیٰ کے وجود اور وحدانیت کا یقین پیدا فرمایا۔ آپؑ کے مطابق حقیقی اور پاک توحید آنحضرت ﷺ کی کامل پیروی کے ذریعہ حاصل ہوتی ہے۔

سوال کیا صرف زبان سے اللہ تعالیٰ کو واحد مان لینا حقیقی توحید کے لیے کافی ہے؟

جواب نہیں۔ حقیقی توحید کا تقاضا یہ ہے کہ انسان اپنے ہر فعل سے ثابت کرے کہ اللہ تعالیٰ ہی اس کا واحد معبود، مطلوب، محبوب اور مطاع ہے۔ صرف زبانی اقرار کافی نہیں بلکہ عملی زندگی بھی توحید کے مطابق ہونی چاہیے۔

سوال ''لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ'' کا عملی مفہوم کیا ہے؟

جواب حضرت مسیح موعودؑ نے اس کے مفہوم میں یہ حقیقت بیان فرمائی کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی ہمارا حقیقی مطلوب، محبوب، معبود اور مطاع نہیں۔ جب یہ حقیقت دل میں قائم ہو جائے تو نفسانی خواہشات اور گناہ کے جذبات کم ہوتے جاتے ہیں اور انسان پاکیزگی اور راست بازی کی طرف بڑھتا ہے۔

سوال ''لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ'' کی عظمت کیا ہے؟

جواب ایک روایت کے مطابق حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے اسی کلمہ کو ذکر کے طور پر اختیار کرنے کی تاکید فرمائی۔ اس کی عظمت یہ بیان ہوئی کہ اگر تمام آسمان و زمین اور ان کی موجودات ایک پلڑے میں ہوں اور ''لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ'' دوسرے پلڑے میں ہو تو کلمۂ توحید کا پلڑا بھاری ہوگا۔

سوال شرک کی ایک نہایت باریک صورت کون سی بیان ہوئی ہے؟

جواب ریا اور دکھاوا شرکِ اصغر کی ایک صورت بیان ہوئی ہے۔ انسان اگر لوگوں سے فائدہ حاصل کرنے کے لیے اپنے اعمال کا دکھاوا کرے یا ان کی خوشنودی کو اللہ تعالیٰ کی رضا پر مقدم کرے تو یہ توحید کی روح کے خلاف ہے۔

سوال آنحضرت ﷺ کی وفات کے وقت توحید کے بارے میں آخری نصیحت کیا تھی؟

جواب آپؐ نے اپنی امت کو اس بات سے خبردار فرمایا کہ آپؐ کو ایسا مشرکانہ مقام نہ دیا جائے جس سے اللہ تعالیٰ کے مقام میں کمی واقع ہو۔ آپؐ کی یہ فکر اس امر کی واضح دلیل ہے کہ توحید آپؐ کی زندگی کا بنیادی اور آخری پیغام تھا۔

سوال بیعتِ مسیح موعودؑ کا توحید کے ساتھ کیا تعلق ہے؟

جواب حضرت مسیح موعودؑ نے جماعت قائم کرتے ہوئے توحید کے قیام پر خصوصی زور دیا۔ ہم نے آپؑ کی بیعت میں یہ عہد کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی وحدانیت پر قائم رہیں گے اور اپنے اندر، اپنے خاندان اور اپنے معاشرے میں بھی حقیقی توحید کے قیام کی کوشش کریں گے۔

سوال یومِ مسیح موعود منانے کا توحید سے کیا تعلق ہے؟

جواب 23 مارچ کی مناسبت سے یومِ مسیح موعود کے جلسے اس لیے بھی اہم ہیں کہ حضرت مسیح موعودؑ اللہ تعالیٰ کے وعدے کے مطابق توحید کے قیام اور آنحضرت ﷺ کی تعلیم کو دنیا میں پھیلانے کے لیے مبعوث ہوئے۔ آپؑ کی بیعت کا حقیقی حق اسی وقت ادا ہوگا جب ہم عملی طور پر توحید کو اپنی زندگیوں میں قائم کریں۔

سوال ایک حقیقی موحد کی عملی ذمہ داریاں کیا ہیں؟

جواب حقیقی موحد وہ ہے جو اللہ تعالیٰ کو واحد معبود ماننے کے ساتھ اس کی عبادت کرے، اسی پر بھروسہ رکھے، اس کے احکام کی اطاعت کرے، شرک اور ریا سے بچے، اپنے اخلاق درست کرے اور اپنے گھر اور معاشرے میں بھی توحید اور اسلامی تعلیمات کو قائم کرنے کی کوشش کرے۔

***

ایم ٹی اے انٹرنیشنل انڈیا اسٹوڈیوز کی ایک منفرد پیشکش ''تعارف کتب''

روحانی خزائن اور انوار العلوم کا اجمالی جائزہ ایم ٹی اے انٹرنیشنل انڈیا اسٹوڈیوز کی جانب سے تعارف کتب پر مشتمل ایک نئی معلوماتی سیریز پیش کی جارہی ہے جس میں روحانی خزائن اور انوار العلوم کی کتب کا تعارف پیش کیا جاتا ہے۔ یہ پروگرام جماعت کے احباب کے لیے علمی، روحانی اور تربیتی اعتبار سے نہایت مفید ہیں، جن کی مدد سے فہمِ کتب میں آسانی اور مطالعہ کا شوق پیدا ہوتا ہے۔ یہ پروگرام وقتاً فوقتاً ایم ٹی اے پر نشر کیے جاتے ہیں اور MTA International India Studios کے یوٹیوب چینل پر بھی دستیاب ہیں جہاں سے احباب اپنی سہولت کے مطابق ان پروگرامز سے استفادہ کرسکتے ہیں ایم ٹی اے کے آفیشل یوٹیوب چینل کو سبسکرائب کریں اور واٹس ایپ چینل کو فالو کریں تاکہ آپ کو ہر نئے پروگرام کی بروقت اطلاع ملتی رہے۔

ناظر نشرواشاعت قادیان

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

''قرآن شریف ایک ایسی ہدایت ہے کہ اُس پر عمل کرنے والا اعلیٰ درجہ کے کمالات حاصل کر لیتا ہے اور خدا تعالیٰ سے اس کا ایک سچا تعلق پیدا ہونے لگتا ہے۔''

(ملفوظات جلد1 صفحہ 122-121۔ ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

طالب دعا: ضیاء الدین خان صاحب مع فیملی (حلقہ محمود آباد، جماعت احمدیہ کیرنگ صوبہ اڈیشہ)

وصایا منظوری سے قبل اس لیے شائع کی جاتی ہیں کہ اگر کسی صاحب کو کسی وصیت پر کوئی اعتراض ہو تو وہ تاریخ اشاعت سے ایک ماہ کے اندر دفتر بہشتی مقبرہ کو مطلع کرے۔ (سیکرٹری مجلس کارپرداز قادیان)

مسل نمبر 12718: میں ستارہ پروین بنت مکرم آدم انصاری صاحب قوم احمدی مسلمان طالبہ علم تاریخ پیدائش: 11 فروری 2006ء پیدائشی احمدی ساکن: ہسری پوسٹ آفس باچیور ضلع رانچی جھارکھنڈ بقائمی ہوش و حواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ 6 جون 2026ء وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ و غیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیہّ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ زیور نقرئی: ایک تولہ چاندی، ایک چاندی کی انگوٹھی 3 گرام میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار 400 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: آدم انصاری الامۃ: ستارہ پروین گواہ: فاروق احمد

مسل نمبر 12719: میں عمرانہ فاروق بنت مکرم فاروق احمد صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری تاریخ پیدائش 10 مئی 2000 پیدائشی احمدی ساکن: سمالیہ پوسٹ آفس راتو رانچی جھارکھنڈ بقائمی ہوش و حواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ 5 جون 2026ء وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ و غیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیہّ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار 400 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: ناصر احمد الامۃ: عمرانہ فاروق گواہ: فاروق احمد

مسل نمبر 12720: میں شجولہ پی زوجہ مکرم نوشاد کے ایم صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری تاریخ پیدائش 7 جولائی 1984 پیدائشی احمدی ساکن: کنیام کوڈیل موداوور موا توپوزہ بقائمی ہوش و حواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ 22 مئی 2026 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ و غیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیہّ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ زیور طلائی: 18 گرام 22 کیریٹ حق مہر 15000 روپے بذمہ خاوند۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار 200 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: منیب رحمٰن الامۃ: شجولہ پی گواہ: مجیب رحمٰن

مسل نمبر 12721: میں رسیہ بیگم زوجہ مکرم محمد رفیع صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری عمر 40 سال پیدائشی احمدی ساکن: احمدیہ مسلم جماعت مداوور، موا توپوزہ پالاکاڈ بقائمی ہوش و حواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ 22 مئی 2026 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ و غیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیہّ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ زیور طلائی: 18 گرام 22 کیریٹ۔ حق مہر 16 گرام 22 کیریٹ۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار 1000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: منیب رحمٰن الامۃ: رسیہ بیگم گواہ: مجیب رحمٰن

مسل نمبر 12722: میں دانیہ رفیع ایم بنت مکرم محمد رفیع صاحب قوم احمدی مسلمان طالبہ علم عمر 19 سال پیدائشی احمدی ساکن جماعت احمدیہ موا توپوزہ مداوور پالاکاڈ بقائمی ہوش و حواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ 22 مئی 2026ء وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ و غیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیہّ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائیداد مندرجہ ذیل ہے۔ 3 گرام 22 کیریٹ۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار 400 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: منیب رحمٰن الامۃ: دانیہ رفیع گواہ: مجیب رحمٰن

مسل نمبر 12723: میں عاشق احمد رشی ولد مکرم حبیب اللہ صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ ملازمت تاریخ پیدائش 7 مارچ 1985 پیدائشی احمدی موجودہ پتہ: مین اسٹریٹ مانچسٹر یو ایس اے مستقل پتہ: آسنور کولگام جموں کشمیر بقائمی ہوش و حواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ 30 اگست 2025ء وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ و غیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیہّ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائیداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از ملازمت ماہوار 35000 ڈالر ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: جلیس ڈار العبد: عاشق احمد ریشی گواہ: مبشر ادریس

مسل نمبر 12724: میں عبد الوکیل ولد مکرم سید عبد المنان سالک صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ انجینئر تاریخ پیدائش 10 اپریل 1997 پیدائشی احمدی موجودہ پتہ: کھتان کویت مستقل پتہ: محلہ پچی باولی یادگیر کرناٹک بقائمی ہوش و حواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ 17 اپریل 2026ء وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ و غیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیہّ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائیداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از ملازمت ماہوار 400 دینار ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: محمد جابر ظفر العبد: عبد الوکیل گواہ: محسن احمد

مسل نمبر 12725: میں سارا احسن بنت مکرم محمد احسن غوری صاحب قوم احمدی مسلمان طالبہ علم تاریخ پیدائش 16 نومبر 2007ء پیدائشی احمدی ساکن: سنتوشنگر حیدرآباد بقائمی ہوش و حواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ یکم اپریل 2026ء وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ و غیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیہّ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ زیور طلائی: بالیاں ایک جوڑی 3 گرام 22 کیریٹ، نقد رقم 10000 روپے۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار 1000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: محمد احسن غوری الامۃ: سارا احسن گواہ: حمید اللہ حسن

مسل نمبر 12726: میں انیش احمد ولد مکرم حکمت دین صاحب قوم احمدی مسلمان ریٹائرڈ تاریخ پیدائش 7 اپریل 1969 تاریخ بیعت 1983ء ساکن: گلی نمبر 18 وکاس کالونی رنوار روڈ ضلع کرنال صوبہ ہریانہ بقائمی ہوش و حواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ 19 جون 2026ء وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ و غیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیہّ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائیداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از ملازمت ماہوار 40000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: عمر عبد القدیر العبد: انیش احمد گواہ: عطاء الاول

مسل نمبر 12727: میں سائرہ پروین زوجہ مکرم انیش احمد صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری تاریخ پیدائش: 10 اپریل 1971 پیدائشی احمدی ساکن: گلی نمبر 18، وکاس کالونی رانور روڈ ضلع کرنال صوبہ ہریانہ بقائمی ہوش و حواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ 19 جون 2026ء وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ و غیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیہّ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ زیور طلائی: کان کی بالی، گلے کی چین، انگوٹھی (تمام زیورات 11.900 گرام 22 کیریٹ)۔ زیور نقرئی: گلے کی چین 19 گرام حق مہر 11000 روپے۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار 3000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: عطاء الاول الامۃ: سائرہ پروین گواہ: عمر عبد القدیر

مسل نمبر 12728: میں نور نہر خاتون زوجہ مکرم جہید الاسلام صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری تاریخ پیدائش: یکم جنوری 1992ء پیدائشی احمدی ساکن: کھیباری کرتنپارہ بونگئی گاؤں آسام بقائمی ہوش و حواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ 16 مارچ 2026ء وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ و غیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیہّ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ زیور طلائی: 9 انا 22 کیریٹ۔ زیور نقرئی: 2 بھوری۔ حق مہر 24000 روپے۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار 600 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: باب الحسین الامۃ: نور نہر خاتون گواہ: ناصر الدین

مسل نمبر 12729: میں فرزان احمد ولد مکرم فروز الدین خان صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ ملازمت تاریخ پیدائش: 25 اپریل 1991ء پیدائشی احمدی ساکن: ہاتی گاؤں جی کالونی کاہیلی پارہ ضلع کامروپ بقائمی ہوش و حواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ 4 مارچ 2026 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ و غیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیہّ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائیداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از ملازمت ماہوار 109000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: ۔ بلال الرحمٰن العبد: فرزان احمد گواہ: ناظم الدین

EDITOR
MANSOOR AHMAD
Mobile. : +91 82830 58886
Email: badrqadian@rediffmail.com
website : www.akhbarbadr.in
www.alislam.org/badr

REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF THE NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO RN 61/57
Weekly **BADAR** Qadian
Qadian - 143516 Distt. Gurdaspur (Punjab) INDIA
Postal Reg. No. GDP/001/2026-28 Vol. 75 Thursday 01 October 2026 Issue. 40

ACT. MANAGER
ATHAR AHMAD SHAMIM
Mobile : +91 9815639670
Email:managerbadrqnd@gmail.com

ANNUAL SUBSCRIPTION : Rs.850/- (Per Issue : Rs.16/-) By Air : 50 Pounds or 80 US Dollars - 60 Euro (WEIGHT : 50 -100 Gms/Issue)

توکّل علی اللہ کے حوالے سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا پاکیزہ نمونہ

خلاصہ خطبہ جمعہ سیّدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ ۲۵؍ ستمبر ۲۰۲۶ء بمطابق ۲۵؍ تبوک ۱۴۰۵؍ ہجری شمسی بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد، ٹلفورڈ (سرے)، یو کے

تشہد، تعوذ اور سورۃ الفاتحہ کی تلاوت کے بعد حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

گذشتہ چند خطبات میں مَیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کے بیان میں توکّل کے اعلیٰ ترین مقام کو بیان کرتا رہا ہوں۔

اِس زمانے میں آپؐ کے غلامِ صادق نے آپؐ کے اُسوہ کے مطابق اُسے کس طرح ہمارے لیے بیان کیا، کیا تعلیم دی، اِس پر کس طرح عمل کیا؟ اِس حوالے سے آج کچھ کہوں گا۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ

توکّل یہی ہے کہ اسباب جو اللہ تعالیٰ نے کسی اَمر کے حاصل کرنے کے واسطے مقرر کیے ہوئے ہیں اُن کو حتّی المقدور جمع کرو اَور پھر خود دعاؤں میں لگ جاؤ کہ اے خدا! تُو ہی اِس کا انجام بخیر کر۔ صدہا آفات ہیں اور ہزاروں مصائب ہیں جو اِن اسباب کو بھی برباد اور تہ وبالا کر سکتے ہیں، اُن کی دست بُرد سے بچا کر ہمیں سچّی کامیابی اور منزلِ مقصود پر پہنچا۔

حضورِ انور نے تصریح فرمائی کہ اسباب آدمی استعمال کرتا ہے، لیکن بہت ساری مصیبتیں ایسی ہیں، ایسے موقعے پیدا ہو سکتے ہیں، جہاں وہ اسباب جن پر انحصار ہوتا ہے، وہ تباہ ہو جاتے ہیں۔ اِس لیے اللہ تعالیٰ سے مدد مانگنی چاہیے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اِن کے بدّ اثرات سے بچائے۔ یہ وہ حالت ہے، جس پر چل کر ایک مومن اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو حاصل کرنے والا بن سکتا ہے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ سے راضی ہو جانا ہر شخص کا کام نہیں بلکہ یہ توکّل، تبتّل یعنی خدا کی طرف پُوری توجہ اور رضا و تسلیم کا اعلیٰ مقام ہے، جہاں پہنچ کر انسان کو کسی قسم کا شکوہ اور شکایت اپنے مولیٰ سے نہیں رہتی۔ اور اللہ تعالیٰ کا اپنے بندے سے راضی ہونا، یہ موقوف ہے، بندے کے کمال صدق و وفاداری اور اعلیٰ درجے کی پاکیزگی اور طہارت اور کمال اطاعت پر۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ صحابہؓ نے معرفت اور سلوک کے تمام مدارج طے کر لیے تھے۔ پس صحابہؓ نے اللہ تعالیٰ سے تعلق اور توکّل کا وہ مقام پایا، جس کو ہمارے لیے اُسوہ بنایا گیا ہے۔

حضورِ انور نے فرمایا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے متبعین کو توکّل کی نصیحت حسبِ موقع فرماتے رہتے تھے۔ ایک روایت میں آتا ہے کہ حضرت ماسٹر نذیر حسین صاحب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت اقدس علیہ السلام نے فرمایا کہ

یہ نہ سمجھو کہ اللہ تعالیٰ کمزور ہے، وہ بڑی طاقت والا ہے، جب اُس پر کسی اَمر میں بھروسہ کرو گے تو وہ ضرور تمہاری مدد کرے گا۔ جیسا کہ وہ خود فرماتا ہے: وَمَنۡ یَّتَوَکَّلۡ عَلَی اللّٰہِ فَھُوَ حَسۡبُہٗ۔ اور جو کوئی اللہ پر توکّل کرتا ہے، تو اللہ اُس کے لیے کافی ہے۔

سعید لوگوں کے اوصاف بیان کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ ایک مقام، مقامِ توکّل ہے، جس پر نہایت مضبوطی سے اُن کو قائم کیا جاتا ہے اور اُن کے غیر کو وہ چشمۂ صافی ہر گز میسر نہیں آسکتا۔ بلکہ اُنہی کے لیے وہ خوشگوار اور موافق کیا جاتا ہے۔ اور نُورِ معرفت ایسا اُن کو تھامے رہتا ہے کہ وہ بسا اوقات طرح طرح کی بے سامانی میں ہو کر اور اسبابِ عادیہ سے بکُلی اپنے تئیں دُور پا کر پھر بھی ایسی بشاشت اور انشراحِ خاطر سے زندگی بسر کرتے ہیں اور ایسی خوش حالی سے اپنے دنوں کو کاٹتے ہیں کہ گویا اُن کے پاس ہزاروں خزائن ہوں۔ اُن کے چہروں پر تونگری یعنی دولتمندی کی تازگی نظر آتی ہے اور صاحبِ دولت ہونے کی مستقل مزاجی دکھائی دیتی ہے اور تنگیوں کی حالت میں بکمال کشادہ دلی اور یقین کامل اپنے مولیٰ کریم پر رکھتے ہیں۔

حضورِ انور نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ سے تعلق ہے، تو تنگیوں اور تکلیفوں میں بھی اللہ تعالیٰ پر بھروسہ رکھتے ہیں، اُس سے دُور نہیں جاتے۔ یہ نہیں اُن کو خیال آتا کہ پتا نہیں کیا ہے، کیا نہیں۔ ابتلا ہے یا امتحان ہے یا سزا ہے؟ اگر کامل توکّل اللہ تعالیٰ پر ہے، اللہ تعالیٰ کے حقوق ادا کر رہے ہیں، تو پھر یقیناً اللہ تعالیٰ فضلوں سے نوازتا ہے۔

آپؑ فرماتے ہیں کہ توکّل کرنے والے اور خدا کی طرف جھکنے والے کبھی ضائع نہیں ہوتے، جو آدمی صرف اپنی کوششوں میں رہتا ہے، اُس کو سوائے ذلّت کے اَور کیا حاصل ہو سکتا ہے؟ جب سے دنیا پیدا ہوئی ہے، ہمیشہ سے سُنّت اللہ یہی چلی آتی ہے کہ جو لوگ دنیا کو چھوڑتے ہیں، وہ اِس کو پاتے ہیں، اور جو اِس کے پیچھے دَوڑتے ہیں، وہ اِس سے محروم رہتے ہیں۔ جو لوگ خدا تعالیٰ کے ساتھ تعلق نہیں رکھتے، وہ اگر چند روز مکر وفریب سے کچھ حاصل بھی کر لیں، تو وہ لاحاصل ہے۔ کیونکہ آخر اِن کو سخت ناکامی دیکھنی پڑتی ہے۔

اسلام میں عمدہ لوگ وہی گزرے ہیں، جنہوں نے دین کے مقابلے میں دنیا کی کچھ پروا نہ کی۔

حضورِ انور نے فرمایا کہ جب خدا تعالیٰ پر توکّل ہی نہیں اور دین کو دنیا پر مقدّم کرنے کا تصوّر ہی نہیں، جو ہم ہر عہد میں دُہراتے ہیں، خدام الاحمدیہ کا اجتماع ہے، اُس میں بھی دُہرائیں گے۔ تو پھر یہ عقائد اور ایمان کی کمزوری ایسے شخص کو اگلے جہان کی نعمتوں سے بھی محروم رکھے گی۔ اِس دنیا کو اُنہوں نے سب کچھ سمجھا ہے اور اُسے پانے کی کوشش کرتے رہے ہیں، کچھ کو مِل گیا، کچھ اُس کو پانے کی کوشش میں اِس جہان سے رخصت ہو گئے، ناکام ہو گئے۔ یا ملا اور اُس کے بعد ضائع ہو گیا اور پھر دنیاوی طور پر عذاب میں اُنہوں نے زندگی گزاری۔ نہ دین کے رہے، نہ دنیا کے رہے، اِس بارے میں ایک شاعر نے یہ کہا ہے کہ ؎ نہ خدا ہی ملا نہ وصالِ صنم!

حضورِ انور نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کا نام خود متوکّل رکھا ہے۔ چنانچہ آپؑ فرماتے ہیں کہ مسیح کے نزول کی علامت یہ لکھی ہے کہ دو فرشتوں کے پَروں پر اُس نے اپنی ہتھیلیاں رکھی ہوئی ہوں گی، یہ اِس بات کی طرف اشارہ ہے کہ اُس کا دایاں اور بایاں ہاتھ جو تحصیل علومِ عقلی اور انوارِ باطنی کا ذریعہ ہے، آسمانی موکلوں، جن کے سپرد کام کیا جائے یعنی مراد فرشتے ہیں، اُن کے سہارے پر ہوگا اور وہ مکتب اور کتابوں اور مشائخ سے نہیں، بلکہ خدائے تعالیٰ سے علمِ لدُنّی پائے گا یعنی وہ علم پائے گا، جو خالصتاً خدا تعالیٰ سکھائے گا اور اُس کی ضروریاتِ زندگی کا بھی خدا ہی متولّی اور متکفّل ہوگا۔ آپؑ نے براہینِ احمدیہ کی مثال دے کر فرمایا کہ جیسا کہ عرصہ دس سال سے اِس میں اِس عاجز کی نسبت یہ الہام چھپ چکا ہے کہ اِنَّكَ بِاَعۡيُنِنَا سَمَّيۡتُكَ الۡمُتَوَكِّلَ وَعَلَّمۡنٰهُ مِنۡ لَّدُنَّا عِلۡمًا۔ یعنی تُو ہماری آنکھوں کے سامنے ہے، ہم نے تیرا نام متوکّل رکھا اور اپنی طرف سے علم سکھلایا۔

دعا اور توکّل کے متعلق آپؑ نے فرمایا کہ ساری عقدہ کشائیاں دعا سے ہو جاتی ہیں۔ ہمارے ہاتھ میں بھی اگر کسی کی خیر خواہی ہے تو کیا ہے، صرف ایک دعا کا آلہ ہی ہے جو خدا نے ہمیں دیا ہے، کیا دوست کے لیے اور کیا دشمن کے لیے۔ ہم سیاہ کو سفید اور سفید کو سیاہ نہیں کر سکتے، ہمارے بس میں ایک ذرّہ بھی نہیں ہے، مگر جو خدا ہمیں اپنے فضل سے عطا کر دے۔

دعاؤں کی طرف توجہ دلاتے ہوئے اور اللہ تعالیٰ پر توکّل پیدا کرنے کی نصیحت کرتے ہوئے آپؑ فرماتے ہیں کہ اصلاحِ نفس کے لیے اور خاتمہ بالخیر ہونے کے لیے، نیکیوں کی توفیق پانے کے واسطے دوسرا پہلو دعا کا ہے، اِس میں جس قدر توکّل اور یقین اللہ تعالیٰ پر کرے گا اور اُس راہ میں نہ تھکنے والا قدم رکھے گا، اُسی قدر عمدہ نتائج اور ثمرات ملیں گے۔ تمام مشکلات دُور ہو جائیں گی۔ اور دعا کرنے والا تقویٰ کے اعلیٰ محل پر پہنچ جاوے گا۔

آپؑ کے توکّل کے پہلو کو بیان کرتے ہوئے آپؑ کے سیرت نگار حضرت شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی رضی اللہ عنہ لکھتے ہیں کہ

باوجود اِس کے کہ آپؑ تیاریٔ مقدمات میں پُوری محنت اور کوشش فرماتے تھے، مگر اُن اسباب پر آپؑ کبھی بھروسہ نہیں کرتے تھے، بلکہ دعاؤں سے کام لیتے تھے اور ہر وقت خدا تعالیٰ ہی کی ذات آپؑ کے مدِّ نظر رہتی تھی، وہی معبود اور مطلوب تھا اور اُسی پر توکّل اور اعتماد ہوتا تھا۔

ایک نصیحت جو اپنے ایک مخلص کو آپؑ نے فرمائی، اُس کا ذکر حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ ایک روایت میں کرتے ہیں کہ حافظ نُور محمد صاحبؓ متوطن فیض اللہ چک نے مجھے تحریراً بتایا کہ حافظ حامد علی صاحبؓ سے مَیں نے یہ حوالہ سُنا تھا کہ حضرت اقدسؑ نے فرمایا کہ اگر کسی مقدمے میں یا اَور کسی طرح حاکم کے سامنے جانا ہو، تو جانے سے پہلے سات مرتبہ سورۃ الفاتحہ پڑھ لینی چاہیے اور سات مرتبہ اپنی اُنگلی سے اپنی پیشانی پر یا عزیز لکھ لینا چاہیے۔ اِس طرح اللہ تعالیٰ کامیابی دیتا ہے۔

حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ اِس پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ غالباً حالتِ استغناء عن غیر اللہ یعنی غیر اللہ سے بے نیازی اور حالتِ توکّل علی اللہ کے پیدا کرنے کے لیے آپؑ نے یہ فرمایا تھا۔

حضورِ انور نے فرمایا کہ

توکّل علی اللہ کی عجیب شان ہے، جو ہمیں آپؑ میں اپنے آقاؐ کی اتّباع میں ہر جگہ نظر آتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی توکّل کے اعلیٰ معیار حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

☆...☆...☆

Printed & Published by: Jameel Ahmed Nasir on behalf of Nigran Board of Badar. Name of Owner: Nigran Board of Badar. And printed at Fazle-Umar Printing Press. Harchowal Road, Qadian, Distt. Gurdaspur-143516, Punjab. And published at office of Weekly Badar Mohallah - Ahmadiyya, Qadian Distt. Gsp-143516, Punjab. India. Editor:Mansoor Ahmad